شعبان المعظم 1444ھ | مارچ 2023ء

ماہنامہ
خواتین

ویب
ایڈیشن

جلد:02 شمارہ:03

اگر کام دھندے میں دل نہ لگتا ہو تو

یا اللہُ 101 بار کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر بازو پر باندھ لیجئے، اِن شآءَ اللہ جائز کام دھندے اور حلال نوکری میں دل لگ جائے گا۔

بچہ یا بڑا گم ہو جائے تو

بچّہ یا بڑا گُم ہو جائے تو سارے گھر والے بے شمار بار ”یَا جَامِعُ یَا مُعِیْدُ“ کا وِرْد کریں۔ اللہ پاک نے چاہا تو مل جائے گا۔

رزق کے دروازے کھولنا

”یَا وَھَّابُ“ 300 بار بعد نمازِ فجر پڑھئے۔ اِن شآءَ اللہ روزگار کی پریشانی دور ہو گی۔ (مدّت: 40 دن)

دیمک سے حفاظت

”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ 41 بار پڑھ کر ذخیرہ کی ہوئی چیزوں اور کتابوں وغیرہ پر دَم کر دیا جائے تو **دیمک** اور دوسرے کیڑے مکوڑوں سے اِن شآءَ اللہ حفاظت ہو گی۔

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

مناجات

محبت میں اپنی گُما یاالٰہی

محبت میں اپنی گُما یاالٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یاالٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں
پِلا جام ایسا پِلا یاالٰہی
میں بے کار باتوں سے بچ کے ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یاالٰہی
تُو اپنی وِلایت کی خیرات دیدے
مِرے غوث کا واسِطہ یاالٰہی
مرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دم
ترے خوف سے یا خدا یاالٰہی
مِرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی
مسلماں ہے عطّاؔر تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یاالٰہی

از: امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ

وسائلِ بخشش (مُرَمَّم)، ص105

نعت

یامحبوبِ سبحاں لے خبر

دل بھرا آتا ہے یامحبوبِ سبحاں لے خبر
لے خبر شاہِ مدینہ اے مِری جاں لے خبر
لے خبر سلطانِ عالَم لے خبر سلطانِ دیں
لے خبر سردارِ کُل محبوبِ رَحماں لے خبر
گورِ تیرہ میں فقیرِ بے نوا کا کون ہے؟
ماہِ تاباں لے خبر ماہِ دَرَخشاں لے خبر
پُرسِشِ اعمال کا ہے وقت مولیٰ المدد
کھل رہی ہے مجرموں کی فَردِ عصیاں لے خبر
کہہ رہا ہے یوں زبانِ حال سے ہر مُوئے تَن
لے خبر اے تاج والے! شاہِ خُوباں لے خبر
یاشفیعَ الْمُذْنِبِیں یارَحمۃً لِّلْعَالَمِیں
تیرے صدقے تجھ پہ قرباں ہو میری جاں لے خبر
سیکڑوں رضوی زِیارت سے مُشَرَّف ہوچکے
میں بھی ہوں ادنیٰ سگِ احمد رضا خاں لے خبر

از مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

شمائمِ بخشش، ص38

63 نیک اعمال

یہ دنیا عبادت و بندگی بجالانے کی جگہ ہے اور اللہ پاک نے ہم سب کو اسی مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہر اعتبار سے اس کی بندگی بجالائیں اور اپنے ہر فعل کو اپنے خالق و مالک کی مرضی کے مطابق سر انجام دیں۔ چنانچہ اس دنیا میں رہ کر ہمیں نیک اعمال بجالانے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارے پاس ابھی وقت ہے۔ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جایئے اور زندگی کے ان لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے رضائے ربُّ الانام کے حصول کے لیے کچھ نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کر لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ زندگی گزر جائے اور ہم شرمندگی کے ساتھ ہاتھ ملتی رہ جائیں۔

نیک اعمال کے رسالے کا ہر سوال بہت اہم ہے، ہمارے امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ہمیں اِن سوالات کے ذریعے زندگی کے انمول لمحات گزارنے کا جو جذبہ عطا فرمایا ہے وہ ہماری آخرت بنانے اور ہمیں جنت میں لے جانے کا نسخہ ہے، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ (پ29، الملک: 2) ترجمہ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ یعنی خداوندِ کریم نے انسان کو اس دنیا میں جو کہ دارُ العمل (عمل کی جگہ) ہے، اپنی عبادت و بندگی کے لیے بھیجا ہے۔ لہٰذا ہمارے امیرِ اہلِ سنت نے ہمیں اپنے اس مقصدِ حیات (Aim of life) کے حصول کے لئے نیک اعمال کے رسالے پر مشتمل ایک جامع طریقہ کار عطا فرمایا ہے جس پر عمل کر کے ہم اپنی دنیاوی و اخروی زندگی سنوار سکتی ہیں۔

آیئے! اس رسالے کے دوسرے سوال کا جائزہ لیتی ہیں، کہ اس میں امیرِ اہلِ سنت نے ہماری کیا تربیت فرمائی ہے:

نیک عمل نمبر 2

سوال نمبر 2: کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں ادا فرمائیں؟ (اپنے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مخصوص کرنا مستحب ہے، اسے مسجدِ بیت کہتے ہیں)

پیاری اسلامی بہنو! نماز کی اہمیت سے ہم سب واقف ہیں کہ یہ اللہ پاک کی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو اس نے اپنے کرمِ عظیم سے ہم کو عطا فرمائی ہے۔ نماز بہت اہم عبادت ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس کی فرضیت کا انکار

کرنے والا کافر ہے۔[1] قیامت میں سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہو گا۔[2] امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے نماز کو نیت کے بعد ذکر فرمایا ہے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ نماز میں بھی اچھی نیتوں کا ہونا ضروری ہے مگر باقی ہر کام سے پہلے نماز کی پابندی کرنا اور وقت پر ادا کرنا لازم ہے اور اس کی ادائیگی پر اللہ پاک نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ18، المؤمنون:9تا11)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

قرآن و حدیث میں جتنی تاکید نماز کے لیے آئی ہے دوسرے کسی عمل کے لئے نہیں آئی۔ امیرِ اہلِ سنت کے عطا کردہ اس نیک عمل میں ہمیں نماز پڑھنے کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور پانچوں نمازیں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مسجدِ بیت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ آیئے! یہ سمجھ لیتی ہیں کہ مسجدِ بیت کیا ہے؟ چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے: عورت کے لئے مستحب ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر (Fix) کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کر لے۔[3] البتہ! مسجدِ بیت کے لئے مکمل کمرہ مخصوص کر لینا ضروری نہیں، کسی کمرے میں تھوڑی سی جگہ فکس کرلی تو کافی ہے، اس کی الگ سے تعمیر وغیرہ بھی ضروری نہیں یعنی ہمیں چاہئے کہ اپنے گھر میں جہاں ہم نے بیڈ روم، ڈرائنگ روم، ڈریسنگ روم، اسٹڈی روم اور نہ جانے کیا کیا بنا رکھا ہے وہاں نماز کے لئے بھی ایک جگہ مخصوص کر کے اسے مسجدِ بیت کا نام دیدیں اور زہے نصیب! رمضان میں اعتکاف بھی اسی جگہ کریں کہ نورِ نظرِ مصطفٰی، دلبرِ علی المرتضٰی، راحتِ فاطمۃ الزہراء حضرت امام حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ رات کو مسجدِ بیت کی محراب (یعنی گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھتی رہتیں یہاں تک کہ نمازِ فجر کا وقت ہو جاتا۔[4] خاتونِ جنت کے علاوہ دیگر صحابیات طیبات بھی نمازوں کا خوب اہتمام فرمایا کرتی تھیں، جیسا کہ اُمُّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش (جَ حْ ش) رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ ایک بار اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی دیکھ کر اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ رسی حضرت حمنہ نے باندھ رکھی ہے، جب وہ (کھڑے کھڑے نماز پڑھتے) تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔[5]

نماز کی چند برکات: نماز کی برکت سے دماغی، اعصابی اور نفسیاتی امراض، نیز جوڑوں کے درد، معدے کے السر، شوگر، فالج، بلڈ پریشر، آنکھوں اور گلے کے امراض سے بھی حفاظت ہوتی ہے۔ درست طریقے سے نماز کی ادائیگی کولیسٹرول کی مقدار کو نارمل رکھنے کا ایک مستقل اور متوازن ذریعہ ہے۔ نماز کی حالتِ قیام میں ریڑھ کی ہڈی کو سکون ملتا ہے، جبکہ رکوع سے کمر درد سے نجات ملتی، پیٹ کے عضلات، معدے اور آنتوں کا نظام بہتر ہوتا اور پتھری بننے کا عمل سست ہو جاتا ہے۔ نماز سے گھٹنے اور کہنیوں کے جوڑ مضبوط ہوتے ہیں۔ نماز گردن اور شانوں کے پٹھوں کے لئے بہترین ورزش (Exercise) ہے۔

یہی نہیں، بلکہ نماز گناہوں سے نجات کا بھی سبب ہے، جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم موسمِ سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے، آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا تو اِن کے پتے جھڑنے لگے، آپ نے حضرت ابو ذر سے اِرشاد فرمایا: بے شک جب کوئی مسلمان بندہ اللہ پاک کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اِس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔[6]

اللہ پاک ہمیں بھی نماز کا جذبہ عطا فرمائے اور ایسی توفیق عطا فرمائے کہ پنج وقتہ نمازیں مسجدِ بیت میں ادا کرنے اور اپنے مرشدِ کریم کے عطا کردہ نیک اعمال کے رسالے پر عمل کرنے والیاں بن جائیں اور آخرت کی تیاری کرتے کرتے اپنی منزل یعنی جنتُ الفردوس کی حق دار بن جائیں۔

نوٹ: نیک اعمال کا رسالہ نیک بننے کا بہترین ذریعہ ہے، لہٰذا روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی نیت فرمالیجئے اور اپنا نیک عمل کا رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو پُر کر کے دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، ان شاء اللہ الکریم اس کے دنیاوی اور اخروی فوائد حاصل ہوں گے۔ اینڈرائیڈ ایپلی کیشن سے نیک اعمال کا رسالہ بذریعہ Play Store ڈاؤنلوڈ کر کے Fill کیا جاسکتا ہے۔

---

1 در مختار، 2/8 2 معجم اوسط، 1/504، حدیث: 1859 3 بہار شریعت، حصہ 5، 1/1021 4 مدارج النبوت، 2/461 5 ابوداود، 2/50، حدیث: 1312
6 مسند امام احمد 8/133، حدیث: 21612

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضان ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

قرآن ادبِ مصطفےٰ سکھاتا ہے (قسط 5)

آیت نمبر: 6

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۱) (پ26، الحجرات: 1) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ پاک اور اس کے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے رب اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کوئی بات کہے نہ کوئی کام کرے۔ کیونکہ جب کوئی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے تو گویا وہ اس بات کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد اس کی خواہش اور اس کی مرضی و مصلحت اللہ پاک اور اس کے رسول کے حکم پر قربان ہے۔ چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے۔[1] گویا یہاں اس آیتِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاً ان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ آگے بڑھنا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے، جبکہ بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی اور آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور تم اپنے تمام اقوال و افعال میں اللہ پاک سے ڈرو کیونکہ اگر تم اللہ پاک سے ڈرو گے تو یہ ڈرنا تمہیں آگے بڑھنے سے روکے گا اور ویسے بھی اللہ پاک کی شان یہ ہے کہ وہ تمہارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو جانتا ہے اور جس کی ایسی شان ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔[2] تفسیرِ خازن میں اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق یہ دو روایات ذکر کی گئی ہیں:

(1) چند لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔ (2) اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔[3] (اس آیت کا) شانِ نزول کچھ بھی ہو مگر یہ حکم سب کو عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے آگے ہونا منع ہے۔ اگر حضور کے ہمراہ راستہ میں جا رہے ہوں تو آگے آگے چلنا منع ہے مگر خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت سے اجازت لے کر (چلنا منع نہیں)۔ اگر ساتھ کھانا ہو تو پہلے شروع کر دینا ناجائز، اسی طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔[4]

اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے حکم پر کسی بات کو ترجیح نہ دینے کی واضح و کثیر مثالیں صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کی زندگیوں سے ملتی ہیں کہ وہ اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد ہمیشہ اپنی رائے، نظر و فکر اور اجتہاد

پر کتاب و سنت کو ترجیح دیتے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو یہ اللہ و رسول صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم سے آگے بڑھنے میں شمار کیا جاتا۔ مثلاً حضور نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہُ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو ان سے دریافت فرمایا: جب تمہارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کی: کتابُ اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ پھر دریافت فرمایا: اگر کتابُ اللہ میں نہ پاؤ تو؟ اس پر حضرت انس نے گویا یوں عرض کی کہ میں دیکھوں گا کہ جب آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا تھا۔ اس پر حضور نے پھر دریافت فرمایا: اگر اب بھی تمہیں کوئی رہنمائی نہ ملی تو کیا کرو گے؟ عرض کی: پھر میں اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا اور اس معاملے میں خوب کوشش کروں گا۔ ان کی یہ بات سن کر حضور نے اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا کہ ان کے خادم کو اللہ پاک نے ایسی سوجھ بوجھ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔[5]

آیت سے متعلق 5 باتیں

(1) اللہ پاک کی بارگاہ میں سیّدُ المرسلین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی بارگاہ کے آداب اللہ پاک نے ارشاد فرمائے ہیں۔ (2) اس آیت میں اللہ پاک اور رسولِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم دونوں سے آگے نہ بڑھنے کا فرمایا گیا حالانکہ اللہ پاک سے آگے ہونا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ نہ زمانہ میں ہے نہ کسی مکان میں اور آگے ہونا یا زمانہ میں ہوتا ہے یا جگہ میں، معلوم ہوا کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم سے آگے نہ بڑھو، ان کی بے ادبی دراصل اللہ پاک کی بے ادبی ہے۔[6] (3) حضور پُر نور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت کی بنا پر آپ سے اجازت لے کر آگے بڑھنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، لہٰذا احادیث میں جو بعض صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کا نبیِ اکرم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آگے آگے چلنا مذکور ہے وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ ان کا چلنا خادم کی حیثیت سے تھا، یونہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کا امامت کروانا بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ آپ کا یہ عمل حضورِ اقدس صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اجازت سے تھا۔ (4) علامہ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: علمائے کرام چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو درداء رضی اللہُ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے ابو درداء! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے۔[7] یاد رہے! یہ ادب ان علمائے کرام کے لئے ہے جو اہلِ حق اور باعمل ہیں کیونکہ یہی علما درحقیقت انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے وارث ہیں جبکہ بد مذہبوں کے علما اور بے عمل عالِم اس ادب کے مستحق نہیں ہیں۔ (5) بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، ان کے اس عمل کا ماخَذ یہ آیت ہے۔

یاد رکھئے! دربارِ رسول میں تمہاری ہر نقل و حرکت، نشست و برخاست (چال ڈھال) کی نگرانی ہو رہی ہے، لہٰذا خبردار محبوب کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔[8] اگرچہ اب مسلمانوں کو اس بارگاہ کی حاضری نصیب نہیں۔ مگر دو وجہ سے یہ آیات برابر رکھی گئی ہیں: اولاً یہ کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھیں کہ اس بارگاہ کا یہ ادب ہے۔ دوسرے یہ کہ بعدِ وفات شریف بھی یہ ہی آداب باقی ہیں کہ جو بھی اس آستانہ پر حاضر ہو یہ ادب ملحوظ رکھے اور دینی و دنیاوی باتوں میں اپنی رائے کو حکمِ عالی پر مقدم نہ کرے۔[9]

---

1 تعظیم قدر الصلاۃ، ص 661، حدیث: 715 2 تفسیر صراط الجنان، 9/ 394 3 تفسیر خازن، 4/ 164 4 شان حبیب الرحمٰن، ص 224 5 ابو داود، 3/ 424، حدیث: 3592 6 شان حبیب الرحمٰن، ص 224 ملخصاً 7 تفسیر روح البیان، 9/ 62 8 تفسیر نور العرفان، ص 822 9 شان حبیب الرحمٰن، ص 223

اپنی طاقت کے مطابق عمل کرو!

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حضرت حولاء بنتِ تُوَیت رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ بتایا گیا کہ لوگ ان کے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اتنا ہی عمل کرو جتنی تمہیں طاقت ہے۔ اللہ پاک کی قسم! اللہ (اجر عطا فرمانے سے) نہیں اُکتاتا بلکہ تم لوگ اُکتا جاتے ہو۔[1]

شرحِ حدیث

شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آدمی کو چاہیے کہ عبادت میں میانہ روی اختیار کرے اور اتنا ہی عمل کرے جس کو آسانی کے ساتھ ہمیشہ کر سکے کیونکہ تھوڑا عمل جو ہمیشہ کیا جائے وہ اس عمل سے بہتر ہے جو انسان ہمیشہ نہ کر سکے کیونکہ زیادہ کے لالچ میں تھوڑے کو بھی چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اسی کو امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ نے مثال دے کر یوں سمجھایا ہے کہ جب پتھر پر پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے تو سوراخ کر دیتا ہے بر خلاف ایک دم اگر پانی گر جائے تو اثر تک بھی نہیں ہوتا۔[2] جبکہ حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ یہ بات پسندیدہ نہیں کہ نوافل بکثرت پڑھنا شروع کر دیا جائے پھر چھوڑ دیا جائے۔ بہت زیادہ پسندیدہ وہ کام ہے جو آدمی پابندی کے ساتھ بلاناغہ ہمیشہ کرے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ یہ وہم مت کرو کہ اللہ پاک کے خزانے میں کوئی کمی ہے یا وہ اعمال کا ثواب دیتے دیتے تھک سکتا ہے یا گھبرا سکتا ہے۔ وہ ملال سے مُنَزَّہ (پاک) ہے۔ تم جتنا زیادہ عمل کرو گے اللہ پاک اس کا تم کو ثواب دے گا۔[3] اسی طرح کی ایک حدیث کے تحت حکیم الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ تمام کلام نفلی عبادات کے لیے ہے کہ بقدرِ طاقت شروع کرو جو نبھا سکو۔ فرائض تو پورے ہی پڑھنے ہوں گے۔ لہٰذا احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر دو وقت کی نماز ہی پڑھ سکو تو اتنی ہی پڑھ لیا کرو۔ لہٰذا حدیث صاف ہے۔ واجبات و سنن فرائض کے تابع ہیں، ان کی پابندی لازم ہے۔ اگر تم خود ملال و مشقت والے کاموں کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ روزانہ سو رکعت پڑھنے یا ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لو تو تم پر یہ چیزیں واجب ہو جائیں گی پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے مگر یہ مشقت رب نے نہ ڈالی تم نے خود اپنے پر ڈالی۔[4]

”اللہ نہیں اُکتاتا“ سے مراد: علامہ بدرُ الدّین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ملال (اُکتاہٹ) کا اِطلاق اللہ پاک پر جائز نہیں اور نہ ہی یہ اللہ پاک کی صفات کے تحت داخل ہے۔ کیونکہ ملال کا معنی ہے: کسی چیز کی چاہت اور حِرْص کے باوجود اس کے مشکل ہونے کی وجہ سے اسے نہ چاہتے ہوئے چھوڑ دینا اور یہ مخلوق کی صفت ہے، اللہ پاک کی نہیں۔ حدیثِ مذکور میں اللہ پاک پر ملال کا اِطلاق مَجازاً ہے۔[5] علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ان الفاظ کا مطلب ہے کہ اللہ پاک تم سے تمہارے اعمال کا ثواب ختم کرتا ہے نہ تمہارے اعمال کی جزا، نیز وہ تم سے اُکتاہٹ والا معاملہ بھی نہیں فرماتا، بلکہ تم خود

ہی اُکتا کر عمل چھوڑ دو گے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ وہی عمل کرو جسے ہمیشہ کر سکو تاکہ اس کا ثواب اور فضیلت ہمیشہ رہے۔[6] مزید فرماتے ہیں: اس حدیث میں عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کی ترغیب دلا کر تنگی میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ حدیث نماز ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام نیک اعمال کو شامل ہے۔[7] شاید یہی وجہ ہے کہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اَعمالِ دینیہ میں نرمی کو چھوڑ کر ان کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہے وہ عاجز آکر عمل چھوڑ دیتا ہے۔[8]

الغرض انسان جب مسلسل کوئی عمل کرتا ہے تو اکتاہٹ کے باعث اسے اذیت وتھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے مگر صبر کرتا اور برداشت سے کام لیتا رہتا ہے اور آخر پریشان و تنگ ہو کر اس عمل کو چھوڑ دیتا ہے۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں: ملال تمہاری صفت ہے کہ جب تم خود کو اعمال کا پابند کرو گے، ان کے بجالانے پر اپنی جانوں کو مجبور کرو گے اور تھکاوٹ کو برداشت کر کے صبر کرو گے تو ہو سکتا ہے ان اعمال کی ادائیگی کے سبب تمہاری جسمانی قوتیں کمزور پڑ جائیں اور تم پریشان ہو جاؤ، پھر ان اعمال کو بوجھ سمجھ کر چھوڑ دو اور ان کی طرف رخ تک نہ کرو۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: بے شک یہ دین پختہ و پائیدار ہے، لہٰذا اس میں نرمی کے ساتھ بڑھتے رہو اور اپنے لئے اللہ پاک کی عبادت کو ناپسند نہ کرو۔ کیونکہ تیزی سے سفر کرنے والا منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے نہ سواری باقی چھوڑتا ہے[9]۔[10] چنانچہ

یاد رکھئے! عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے سے طبیعت میں اکتاہٹ نہیں ہوتی، بلکہ نشاط اور تر و تازگی باقی رہتی اور استقامت نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عبادت کی کثرت سے بسا اوقات طبیعت اُکتا جاتی ہے اور نتیجتاً انسان عمل کو چھوڑ دیتا ہے۔ حالانکہ اگر وہی عبادت قلیل ہوتی تو بندہ اسے بجا لانے سے محروم نہ ہوتا۔ نیز کثرت سے عبادت کرنے والے سے بسا اوقات حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کوتاہیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ والدین، بیوی بچوں اور دیگر جن جن کے حقوق کی ادائیگی اس کے ذمے ہے یہ ان کو ادا نہیں کر پاتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی کثرتِ عبادت سے متعلق عرض کی گئی تو آپ نے انہیں فرمایا: تم پر تمہارے رب کا حق ہے اور وہ حق عبادت ہے۔ مگر تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور وہ کھانا پینا ہے جس کے ذریعے قوت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح نیند بھی ہے کہ جس کے ذریعے صحت ملتی ہے۔ حتی کہ تم پر تمہاری گھر والی کا بھی حق ہے اور وہ یہ کہ اس کی خواہش پوری کرو۔[11]

نیز عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا حضور کی سنت بھی ہے، جیسا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی گئی: فلاں شخص بغیر سوئے رات بھر نماز پڑھتا رہتا ہے اور ہمیشہ روزے سے رہتا ہے، کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دین کی سب سے اچھی بات وہ ہے جو سب سے آسان ہو۔[12] پھر ارشاد فرمایا: میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزہ بھی رہتا ہوں۔ جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ مجھ سے نہیں۔[13] البتہ! یہ بھی یاد رہے کہ وہ لوگ جنہیں کثرتِ عبادت میں مشکل نہ ہو بلکہ عبادت ان کی غذا بن جائے اور اس کی وجہ سے ان کے فرائض و واجبات اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی واقع نہ ہو تو ان کیلئے کثرتِ عبادت ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ محمود و مطلوب ہے۔[14]

---

(1) مسلم، ص308، حدیث:1833 (2) فیوض الباری، 1 / 242 (3) نزہۃ القاری، 1 / 355 (4) مراۃ المناجیح،2 / 263 (5) عمدۃ القاری،1 / 379-380، تحت الحدیث: 43ماخوذاً (6) ریاض الصالحین، ص50، تحت الحدیث:142 (7) شرح نووی، الجزء السادس، 3 / 71 (8) فتح الباری، 2 / 88، تحت الحدیث:39 (9) الزھد لابن مبارک، ص415، حدیث:1178 (10) بحر الفوائد، ص199-200 ماخوذا (11) دلیل الفالحین، 1 / 395، تحت الحدیث:149 ملخصاً (12) مسند امام احمد، 7 / 14، حدیث:18998 (13) بخاری، 3 / 421، حدیث:5063 (14) فیوض الباری، 5 / 28 ملتقطاً

سلسلہ: ایمانیات

شعبہ ماہنامہ خواتین

روزِ قیامت

قبروں سے نکلتے وقت انسانوں کی کیفیت (قسط 9)

قیامت والے دن جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو اپنے اپنے اخروی ٹھکانے یعنی جنت یا جہنم میں جانے تک مختلف جگہوں پر ان کی کیفیات اور حالتیں چونکہ مختلف ہوں گی۔ لہٰذا ان حالتوں اور کیفیات کا ایک مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے:

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ(۷) (پ17، الحج:7) ترجمہ کنز العرفان: اللہ انہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ یہاں قبر سے مراد عالَمِ برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے، نہ کہ محض وہ غار جو مُردوں کا مَدفن ہو، لہٰذا جلنے والے، ڈوبنے والے وغیرہ سب ہی قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔[1] جبکہ بہارِ شریعت میں ہے کہ جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے ہوں، مگر اللہ پاک ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔[2] جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو اس وقت ان کی حالت کیا ہوگی، اسے قرآنِ کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے: یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ(۴) (پ30، القارعۃ:4) ترجمہ کنز العرفان: جس دن آدمی پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔ یعنی جس طرح پروانے شعلے پر گرتے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک جدھر منہ اٹھتا ہے، جاتا ہے، یہی حال قیامت کے دن مخلوق کے اِنتشار کا ہوگا کہ جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح منتشر ہوں گے اور ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت کی طرف جارہا ہوگا۔[3] اسی طرح قبروں سے نکلنے کا ذکر سورۂ یٰس کی آیت نمبر 51، سورۂ قمر کی آیت نمبر 7 اور سورۂ معارج کی آیت نمبر 43 میں بھی موجود ہے۔

کفار کی حالت: کفار کو قیامت کے دن جب دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ان کی حالت کیسی ہوگی، اس کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے: وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ زُرْقًا(۱۰۲) (پ16، طٰہٰ:102) ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ یعنی اس دن کافر اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی اور منہ کالے ہوں گے۔[4] جبکہ ایک مقام پر ہے: وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى(۱۲۴) (پ16، طٰہٰ:124) ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

جب تمام لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو سب سے پہلے ہمارے آقا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے اس حال میں کہ آپ کے دائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہما ہوں گے۔[5]

قبروں سے نکلتے وقت لوگوں کی کیفیت: جب حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہُ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے نئے کپڑے منگا کر پہنے اور فرمایا: میں نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میت کو ان ہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن کپڑوں میں اس کی وفات ہوئی ہے۔[6] اسی طرح حضرت عمر فاروق اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہُ عنہما سے بھی منقول ہے کہ اپنے مُردوں کو اچھے کپڑوں کا کفن پہناؤ

کیونکہ ان کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا۔[7] جبکہ ایک روایت میں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، بغیر ختنہ شُدہ اُٹھیں گے۔[8] اس حدیثِ پاک میں جو بے لباس ہونے کا فرمایا گیا یہ خطاب اُمّت کو ہے جس کا ظاہر یہ ہے کہ حضراتِ انبیائے کرام سب مُسْتَثْنٰی یعنی اس سے الگ ہیں اور وہ سب اللہ پاک کے فضل سے لباس میں ہوں گے۔[9] اس قول کی تائید امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ کچھ لوگ بے لباس ہوں گے جبکہ بعض لوگوں نے لباس پہنے ہوں گے۔[10] چنانچہ فقیہِ اعظم حضرت علّامہ مفتی محمد نورُ اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ نوریہ میں اس حوالے سے یہی نقل فرمایا ہے کہ سب صحابہ کرام اور اولیائے عظام بھی لباس میں ہوں گے نیز شہید اور خَواص مومنین لباس میں ہوں گے۔[11] نیز مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ بھی اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: تمام انبیائے کرام اپنے کفنوں میں اٹھیں گے حتی کہ بعض اولیائے کرام بھی کفن پہنے اٹھیں گے تاکہ ان کا ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہو۔ جامع صغیر کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں قبرِ انور سے اُٹھوں گا اور فوراً مجھے جنتی جوڑا پہنا دیا جائے گا۔ لہٰذا یہاں اس فرمانِ عالی سے حضورِ انور بلکہ تمام انبیا، بعض اولیا مستثنیٰ ہیں۔[12] علامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جس لباس میں دفن کیا گیا تھا، آپ کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا اور میرا یہ نظریہ ہے کہ تمام انبیا بلکہ اولیا بھی اپنی قبروں سے ننگے پیر اور ننگے بدن اٹھیں گے لیکن وہ اپنے کفنوں کو اس طرح پہنے ہوئے ہوں گے کہ ان کی شرم گاہیں خود ان سے اور دوسرے لوگوں سے چھپی ہوں گی۔[13]

مسلمانوں کو کس بات پر اٹھایا جائے گا؟ ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو بروزِ قیامت (ان کی) نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔[14]

بعض روایات میں چند مخصوص قسم کے گناہگار مسلمانوں کی اس دن قبروں سے نکلنے کی حالتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایسی ہی چند روایات ملاحظہ فرمائیے:

نشے کی حالت میں اٹھنے والے: جو دنیا سے نشے کی حالت میں گیا وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں ہو گا اور جب اسے قبر سے اُٹھایا جائے گا اس وقت بھی وہ نشے کی حالت میں ہو گا۔[15]

سود خور کا حال: قیامت کے دن سود خور کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ دیوانہ و مخبوطُ الحواس ہو گا۔[16]

متکبرین کا حال: قیامت کے دن مُتکبِّرین کو انسانی شکل والی چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔[17] ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن متکبرین کو چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا اور اللہ پاک کے ہاں ان کی قدر و قیمت نہ ہونے کے سبب لوگ انہیں اپنے قدموں تلے روندتے ہوں گے۔[18]

کتوں کی شکل میں کس کو اٹھایا جائے گا؟ منہ پر عیب لگانے والوں، پیٹھ پیچھے بدی کرنے والوں، چغلی کھانے والوں اور نیک لوگوں پر تہمت لگانے والوں کو اللہ پاک بروزِ قیامت کتوں کی شکل میں اٹھائے گا۔[19]

بے نمازی کا حشر کیسے ہو گا؟ جو نماز کی حفاظت نہ کرے، اس کے لیے بروزِ قیامت نور ہو گا نہ دلیل اور نہ نَجات اور وہ شخص قِیامت کے دن فرعون، ہامان اور اُبَی بن خَلَف کے ساتھ ہو گا۔[20] بعض علما رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: یعنی وہ ان کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔[21]

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 6/408 (2) بہار شریعت، 1/130، حصہ: 1 (3) تفسیر خازن، 4/403 (4) روح البیان، 5/425 (5) ترمذی، 5/378، حدیث: 3689 (6) ابوداود، 3/254، حدیث: 3114 (7) فتح الباری، 12/327، حدیث: 6524 (8) مسلم، ص 1172، حدیث: 7198 (9) فتاویٰ نوریہ، 5/125 (10) تفسیر مظہری، 3/363 (11) فتاویٰ نوریہ، 5/129 (12) مراٰۃ المناجیح، 7/366 (13) مرقاۃ المفاتیح، 9/473، تحت الحدیث: 5535 (14) الفوائد لتمام، 1/102، حدیث: 3236 (15) مسند الفردوس، 2/276، حدیث: 5988 (16) معجم کبیر، 18/60، حدیث: 110 (17) ترمذی، 4/221، حدیث: 2500 (18) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 3/578، حدیث: 224 (19) الجامع فی الحدیث، 2/534، حدیث: 428 (20) مجمع الزوائد، 2/21، حدیث: 1611 (21) کتاب الکبائر، ص 21 ماخوذاً

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط 11)

شعبہ ماہنامہ خواتین

گزشتہ قسط میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قادرُ الکلامی کی ایک جھلک کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ آپ کو اپنے لختِ جگر کی عظمت پر کس قدر یقین تھا، کیونکہ جب سے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا نورِ مبارک آپ کے بطنِ اطہر میں جلوہ گر ہوا تھا، آپ مسلسل ایسی باتیں دیکھتی آرہی تھیں جو بلاشبہ ان کے نورِ نظر کی عظمت کی واضح اور روشن دلیل تھیں، چنانچہ جب بھی آپ کو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت بیان کرنے کا موقع ملا تو آپ نے بڑے ٹھوس انداز میں اس کا اظہار فرمایا، چنانچہ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے جو کچھ فرمایا وہ بھی آپ کے اپنے لختِ جگر کی عظمت پر یقین کی واضح مثال ہے۔ ہوا کچھ یوں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کے دوران جب شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا تو حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بے حد گھبرا گئے اور شوہر نے کہا کہ حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ ان کے اوپر شاید کچھ آسیب کا اثر ہے، لہٰذا بہت جلد تم ان کو ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں کیونکہ انہیں اس واقعہ سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اب ہم کما حقہ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جب مکہ معظمہ پہنچ کر آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تو انہوں نے اپنی خداداد فراست سے جان لیا کہ ضرور کوئی ایسی بات رونما ہو گئی ہے جس کی وجہ سے یہ اتنی جلد ان کے لختِ جگر کو واپس لے آئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے جب بصد اصرار دریافت فرمایا: **حلیمہ! تم تو بڑی خواہش اور چاہ کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر لے گئی تھی پھر اس قدر جلد واپس لے آنے کی وجہ کیا ہے؟** تو آخر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا: ہر گز نہیں! **خدا کی قسم! میرے نورِ نظر پر ہر گز کبھی بھی کسی جن یا شیطان کا اثر نہیں ہو سکتا، میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔** پھر چند حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو مطمئن کر دیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو ان کے سپرد کر کے اپنے گاؤں میں واپس چلی آئیں۔[1]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت کی یہ گواہیاں گاہے گاہے ملتی ہی رہتی تھیں کہ جس کے شاہد صرف حضور کے اپنے خاندان کے لوگ یعنی ان کی والدہ ماجدہ اور دادا جان عبد المطلب ہی نہیں تھے بلکہ دیگر لوگ بھی ان نشانیوں کو دیکھ کر آپ کی عظمت کے شاہد تھے، چنانچہ بعض سیرت نگاروں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور کو لے کر مکہ شریف آرہی تھیں تو راستے میں ایک جگہ حضور ان سے جدا ہو گئے، وہ کافی پریشان ہو گئیں، خوب تلاش کیا اور بالآخر اسی پریشانی کے عالم میں حضرت عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: میں آپ کے لختِ جگر کو لے کر آرہی تھی کہ مکہ شریف کے بالائی علاقے میں وہ کہیں گم ہو گئے۔ خدا کی قسم! اب میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہیں؟ حضرت عبد المطلب نے یہ سنا تو فوراً کعبے کے پاس کھڑے ہو کر یہ دعا کی:

یا ربِّ! رُدَّ وَلَدِی مُحَمَّدَا\
اُرْدُدْهُ رِبِّي واصْطَنِعْ عِنْدِی یَدَا

یعنی اے میرے رب! میرا بیٹا محمد واپس بھیج دے، اس کو میرے پاس بھیج اور اسے میرا دست و بازو بنا دے۔

اتنے میں آسمان سے یہ آواز آئی: لوگو! پریشان مت ہو، محمد کا رب موجود ہے وہ اس کو رسوا کرے گا نہ ضائع ہونے دے گا۔ اس پر حضرت عبد المطلب نے آواز دینے والے سے عرض کی: ان کو ہمارے پاس کون پہنچائے گا؟ تو آواز آئی: وہ تہامہ کی وادی میں فلاں درخت کے پاس ہیں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی وہ فوراً ادھر چل دیئے، وہاں ایک بہت زیادہ گھنے درخت کے نیچے ایک لڑکے کو کھڑے دیکھا تو پوچھنے لگے: بیٹا! تم کون ہو؟ حضور نے جواب دیا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اس پر حضرت عبد المطلب نے کہا: تم پر میری جان قربان! میں ہی تمہارا دادا عبد المطلب ہوں۔ پھر انہوں نے حضور کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر کے مکہ لے آئے، یہاں انہوں نے بکریاں اور گائیں ذبح کیں اور مکے والوں کی دعوت کی۔ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد علامہ نورُ الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ سیرتِ حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب کا حضور سے یہ پوچھنا کہ آپ کون ہیں؟ شاید اس لئے تھا کہ آپ اس عمر میں جتنے بڑے ہو گئے تھے، اتنے عام طور پر اس عمر کے بچے نہیں ہوتے، (یہی وجہ ہے کہ حضور کو ایک عرصہ کے بعد دیکھ کر پہچان نہ سکے)۔[2] تاریخِ یعقوبی میں اس کی وضاحت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم واپس مکہ تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر چار یا پانچ سال تھی، مگر دکھائی یوں دیتا تھا کہ آپ 10 سال کے ایک مضبوط لڑکے ہوں۔[3]

یاد رکھئے! حضور کے جسمِ مبارک کی نشو و نما عام بچوں سے بالکل جدا تھی۔ چنانچہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور کی ایک دن کی جسمانی نشو و نما ایسی تھی جیسے عام بچوں کی ایک ماہ میں ہوتی ہے اور آپ ایک ماہ میں اتنے بڑے ہو جاتے جتنے عام بچے ایک سال میں بڑے ہوتے ہیں۔[4] یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دو سال کی عمر مبارک میں ہی ایک قوی اور توانا بچے کی مانند نظر آتے۔[5] اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نشو و نما کے متعلق جو تفصیلات مروی ہیں، ان کے مطابق حضور 2 ماہ کی عمر مبارک میں گھٹنوں کے بل چلنے لگے، 3 ماہ میں اٹھ کر کھڑے ہونے لگے، 4 ماہ میں دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلا کرتے، 5 ماہ تک بآسانی چل پھر لیتے تھے۔ جب عمر مبارک 6 ماہ کو پہنچی تو تیز چلنا شروع فرما دیا تھا، 7 ماہ میں ہر طرف خوش اسلوبی سے دوڑتے تھے اور جب 8 ماہ کے ہوئے تو یوں کلام فرماتے کہ بات اچھی طرح سمجھ آجاتی، 9 ماہ کی عمر میں فصیح گفتگو فرمانے لگے اور جب عمر مبارک 10 ماہ کی ہو گئی تو بچوں کے ساتھ تیر اندازی میں سبقت لے جاتے، کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: میں طاقت کے اعتبار سے ایک مضبوط ترین عرب ہوں اور نیزہ زنی میں سب سے زیادہ دلیر، دین میں سب سے اعلیٰ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔[6]

معلوم ہوا کہ جب حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس واپس تشریف لائے تو قد و قامت میں دس سال کے معلوم ہوتے تھے، تیر اندازی و نیزہ زنی میں بھی ماہر تھے اور جسمانی ڈیل ڈول کے اعتبار سے بھی انتہائی مضبوط تھے۔ اس کے بعد جب تک حضور اپنی والدہ ماجدہ کی پرورش میں رہے کوئی خاص واقعہ ہمارے مطالعہ کے مطابق کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا، البتہ! ابنِ اسحاق کے حوالے سے یہ ضرور منقول ہے کہ حضور اپنی والدہ ماجدہ اور (پھر ان کے بعد) اپنے دادا حضرت عبد المطلب کے ساتھ اللہ پاک کی حفظ و امان میں رہے اور اللہ پاک نے حضور کو ان دونوں کی دیکھ بھال میں خوب پروان چڑھایا۔[7]

---

1 سیرت مصطفےٰ، ص 78-79 مفہوماً 2 سیرتِ حلبیہ، 1 / 138 3 تاریخِ یعقوبی، 2 / 10 4 مسندِ ابی یعلیٰ، 6 / 172، حدیث: 7127 5 الوفا، 1 / 92 6 معارجُ النبوۃ، رکن دوم، ص 55 7 سیرتِ ابنِ ہشام، ص 69

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 9)

گزشتہ اقساط میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے بطورِ غلام مصر کی طرف سفر اور پھر شاہِ مصر کے خریدنے تک آپ کے معجزات و عجائبات بیان کئے جاچکے ہیں اور یہ سلسلہ الحمدللہ! ابھی جاری و ساری ہے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام سے متعلق عوام میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ وہ بھی بی بی زلیخا سے محبت کرتے تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ ایک نبی کی شان ان تمام باتوں سے بالاتر ہے، لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی عظمتِ شان کو ان برکات و عجائبات سے بھی واضح کیا جائے جو آپ سے منسوب ہیں اور لوگ انہیں نہیں جانتے۔ نیز آپ سے منسوب معجزات و عجائبات کے علاوہ ان سطور میں حضرت یوسف علیہ السّلام کی حیاتِ مبارکہ کے ان گوشوں سے بھی برکت حاصل کی جائے جن میں ہمارے لئے حکمت سے بھرپور مدنی پھول حاصل ہوسکتے ہیں۔

چنانچہ

عزیزِ مصر کا اپنی ساری دولت پیش کرنا: گزشتہ قسط میں بیان ہو چکا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو ایک زرِ کثیر دے کر شاہِ مصر نے خرید لیا تھا اور یوں آپ نے اپنی وادی سے جو صعوبتوں بھرا سفر شروع کیا ہوا تھا وہ آخر اپنے اختتام کو پہنچا اور اب آپ کے مصر میں قیام کا باقاعدہ آغاز یوں ہوا کہ جب شاہِ مصر کو اس کی مال و دولت واپس مل گئی اور وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی عظمت کو بھی جان گیا تو اس نے اپنا سب کچھ حضرت یوسف علیہ السّلام کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنا خزانہ آپ کے حوالے کیا، اب آپ کی مرضی جو چاہے کریں۔[1]

ان لوگوں کا حال جو حضرت یوسف کو خرید نہ سکے: ایک طرف شاہِ مصر حضرت یوسف علیہ السّلام کو پا کر خوش ہو رہا تھا کیونکہ اس کی عظمت کا شہرہ پورے مصر میں ہو رہا تھا، مگر کچھ گھر ایسے بھی تھے جہاں صفِ ماتم کی کیفیت تھی۔ یعنی وہ لوگ جو حضرت یوسف علیہ السّلام کو حاصل نہ کر سکے تو اس غم کی وجہ سے ان میں سے 10 ہزار افراد کا پِتّا پھٹ گیا، 10 ہزار مرگئے اور 40 ہزار بیمار ہوگئے۔ یہاں امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ نے بڑی ہی فکر انگیز بات ذکر کی ہے کہ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے کہ جو محض اللہ پاک کے پیدا کردہ انسان کو خرید سکے نہ حاصل کر کے اس کا قرب پا سکے تو اس غم میں ان کے پِتّے پھٹ گئے، لہٰذا اس شخص کا حال کیسا ہونا چاہئے کہ جو اپنے مالک و خالق کے قرب سے محروم ہو گیا ہو![2]

حضرت یوسف کو پانے والے تین لوگوں کی مرادیں پوری ہوئیں: حضرت یوسف علیہ السّلام کے معاملے میں غور کریں تو معلوم ہو گا کہ تین لوگوں نے ان کے حصول کے لئے حد درجہ کوشش کی، سب سے پہلے مالک بن زعر نے مال و دولت کے حصول کے لئے آپ کو پانے کی کوشش کی تو اللہ پاک نے

اسے وافر مال و دولت سے نواز دیا، پھر عزیزِ مصر نے آپ کو اس لئے خریدا کہ ہر طرف اس کی تعریف کی جائے، چنانچہ اس نے بھی اپنا مقصود پالیا اور چہار سو اُس کی تعریف کے ڈنکے بجنے لگے۔ تیسری بی بی زلیخا تھیں، جو ایک طویل عرصے سے اپنے خوابوں کی بنا پر آپ کے انتظار میں تھیں اور بالآخر ان کی بھی مراد اپنے وقت پر پوری ہو ہی گئی۔ یہی حال ان افراد کا بھی ہے کہ جن میں سے ایک صرف دنیا کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے تو اسے دنیا مل جاتی ہے، مگر وہ آخرت سے خالی رہتا ہے، مگر جو آخرت کا خواہش مند ہوتا ہے وہ صرف آخرت کے لئے کوشش کرتا ہے اور آخر کامیاب ہو ہی جاتا ہے، مگر جو اللہ پاک کو چاہتا ہے اور محض اس کی رضا کا طالب رہتا ہے، اسے جب بارگاہِ خداوندی کا قرب نصیب ہوتا ہے تو اس کی برکت سے دنیا و آخرت بھی مل جاتی ہے۔[3]

عزیزِ مصر کو ایمان کی دولت ملنے کا سبب: عزیزِ مصر نے اگرچہ اپنی واہ واہ کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا، مگر بعد میں اس پر آپ کی عظمت کی کچھ نشانیاں ظاہر ہوئیں تو وہ حقیقت میں آپ کی عزت کرنے لگا، چنانچہ اس نے اپنے تمام خدام، غلاموں اور گھر والوں کو جمع کر کے حکم دیا کہ وہ سب بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت بجالائیں، چنانچہ اللہ پاک نے عزیزِ مصر کی اس ادا کو پسند فرمایا کہ اس نے اللہ کے نبی کی تکریم کی ہے، لہٰذا اس عزت افزائی پر اسے بعد میں ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دیا گیا۔[4]

بت کا پاش پاش ہو جانا: بی بی زلیخا چونکہ حضرت یوسف کو پا کر حد درجہ خوش تھی، لہٰذا اپنے معبود یعنی اس وقت وہ جس بت کی پوجا کرتی تھی، اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حضرت یوسف کو ساتھ لے کر بت خانے میں داخل ہوئی اور بت کو سجدہ کر کے جب یہ کہا کہ میں تیری عبادت کرتی ہوں اور مجھے تجھ سے محبت ہے، اسی سبب سے مجھے (حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت میں) ایسا مونس و غم خوار ملا ہے۔ اِدھر یہ الفاظ ادا ہوئے اور اُدھر خالص سونے سے بنا ہوا وہ بت ہلنے لگا حالانکہ وہ بڑی مضبوطی سے اپنی جگہ رکھا گیا تھا کہ ذرا بھی اس کے ہلنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ پھر وہ بت منہ کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا، یہاں تک کہ پاش پاش ہو گیا۔ بی بی زلیخا یہ سب دیکھ کر حد درجہ حیران و پریشان ہو گئیں اور پوچھنے لگیں کہ یہ سب کیا ہوا ہے؟ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ابھی آپ نے بت کو جو سجدہ کر کے اس کی عبادت کا اقرار کیا تھا، اس کی وجہ سے میرے معبود نے اس بت کا یہ حال کیا ہے جو آپ دیکھ رہی ہیں اور اگر میرا معبود یہ چاہے کہ تیری گردن بھی اس کے نیچے آکر پس جاتی تو وہ اس پر بھی قادر ہے۔ اس پر وہ بولیں: اے یوسف! تمہارا معبود کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میرا معبود وہی ہے جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہمُ السلام کا معبود ہے۔ اسی نے مجھے اور تجھے پیدا کیا ہے۔ بولیں: آپ کے خدا کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے بت کو سجدہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ سب نگاہوں سے غائب اور چھپا ہوا ہے مگر اس سے کوئی چیز غائب اور چھپی ہوئی نہیں۔ عرض کرنے لگیں: اگر ایسا ہے تو پھر میں بھی اس خدا سے محبت کروں گی جو آپ کا خدا ہے، اگرچہ آپ کا خدا سب سے بہتر ہے کہ جس نے آپ کو پیدا فرمایا ہے، مگر میں اس کی عبادت نہیں کر سکتی کہ دو خداؤں کی عبادت کرنا درست نہیں۔ ہاں! اگر میرا کوئی اور معبود نہ ہوتا تو ضرور آپ کے خدا کی عبادت کرتی۔ ابھی چونکہ بی بی زلیخا کے ایمان لانے کا وقت نہیں آیا تھا، لہٰذا ان کی یہ بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے چلنے لگے تو بی بی زلیخا نے ان کا دامن پکڑ کر عرض کی: بت کی یہ حالت دیکھ کر عزیزِ مصر لونڈیوں سے دریافت کرے گا تو مجھے ڈر ہے کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کر دیں جو مناسب نہ ہو، لہٰذا اپنے معبود سے عرض کیجئے کہ یہ بت پہلے کی طرح صحیح ہو جائے۔ چنانچہ حضرت یوسف نے اپنے دونوں ہونٹ ہلائے تو وہ بت فوراً جیسے تھا ویسا ہی ہو گیا۔ اس پر زلیخا نے عرض کی: آپ کا خدا آپ سے بہت محبت رکھتا ہے۔[5]

❶ بحر المحبۃ، ص76 ❷ بحر المحبۃ، ص76 ❸ بحر المحبۃ، ص77 ❹ بحر المحبۃ، ص82 ❺ بحر المحبۃ، ص82

شرح سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(61)

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں دُرود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: لذّت: سرور، مزہ۔ **ہیبت:** رُعب و دبدبہ۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی میٹھی میٹھی باتوں کی لذّت پہ دُرود اور آپ کے بااثر خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: باتوں کی لذت: حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک گفتگو سب سے زیادہ میٹھی تھی،[1] آپ مختلف علاقوں سے حاضر ہونے والے لوگوں سے انہی کی زبان میں بلا تکلف گفتگو فرماتے۔[2] بات تین مرتبہ دہرا دیتے تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ جائے۔[3] آپ کی گفتگو نہ اس قدر لمبی ہوتی کہ سننے والا اُکتا جائے اور نہ اتنی مختصر ہوتی کہ سمجھ ہی نہ آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہ کرتے تھے۔[4] بلکہ حضور باتیں یوں فرماتے کہ اگر کوئی الفاظ گننا چاہتا تو گن لیتا۔[5] یعنی حضور کی باتیں لگاتار نہ ہوتیں، بلکہ ہر جملے پر رُک جاتے تاکہ سننے والا غور کر کے سمجھ لے اور ہر جملے کے کلمات بھی بہت آہستگی سے ادا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ دل میں بیٹھ جاتا، کیونکہ حضور کا ہر کلمہ تبلیغ کیلئے ہوتا تھا۔ اگر حضور جلد یا مسلسل یا بہت زیادہ کلام فرماتے تو لوگ بھول جاتے۔ آپ کا کلام نہایت جامِع مگر مختصر ہوتا تھا کہ صحابہ قرآن کی طرح اسے یاد کر لیتے تھے وہ ہی حدیث کی شکل میں جمع ہو گیا، اسی کلام مبارک سے آج دین قائم ہے۔ اسی کلامِ مبارک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے۔[6]

خطبے کی ہیبت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چونکہ تمام رسولوں کے سردار اور سب نبیوں کے خاتم ہیں۔ اس لئے اللہ پاک نے آپ کو خطابت و تقریر میں ایسا بے مثال کمال عطا فرمایا کہ آپ اَفْصَحُ الْعَرَب (تمام عرب میں سب سے بڑھ کر فصیح) تھے[7] اور آپ کو جَوَامِعُ الْکَلِم کا معجزہ بخشا گیا۔[8] جَوَامِعُ الْکَلِم اس کلام کو کہتے ہیں جس میں الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہوں۔

اللہ پاک نے آپ کیلئے ایک یا دو جملوں میں ان مَضامینِ کثیرہ کو جمع فرما دیا جو آپ سے پہلے آسمانی کتابوں میں لکھے ہوئے تھے۔[9] آپ کے ہر ہر لفظ میں معانی و مطالب کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا تھا اور آپ کے جوشِ تَکَلُّم کی تاثیر سے سامعین کے دلوں کی دنیا میں انقلابِ عظیم پیدا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ جمعہ و عیدین کے خطبوں کے سوا سینکڑوں مواقع پر آپ نے ایسے فصیح و بلیغ خطبات ارشاد فرمائے کہ فصحائے عرب حیران رہ گئے اور ان خطبوں کی تاثیر سے سخت دل لوگ موم کی طرح پگھل گئے اور ان کے دلوں کی دنیا ہی بدل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مختلف حیثیتوں کے جامع تھے یعنی آپ دین کے داعی بھی تھے اور مصلح قوم بھی، فاتح بھی تھے اور امیرِ لشکر و فرماں روا بھی۔ چنانچہ آپ کی ان حیثیتوں کا اثر آپ کے خطبات کے طرزِ بیان پر بھی ہوتا اور بسا اوقات جوشِ خطابت کا عالم یہ ہوتا کہ آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی تھی۔ (جلالِ نبوت کے جذبات سے) آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار نمودار ہو جاتے اور یوں محسوس ہوتا جیسے کسی لشکر کو للکار رہے ہوں۔[10] جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور کے پُر جوش خطبہ کی بہترین منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو خطبہ دیتے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ خداوند جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے دستِ قدرت میں لے لے گا، پھر فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جبار لوگ؟ کدھر ہیں متکبرین؟ یہ فرماتے ہوئے حضور کبھی مٹھی بند کر لیتے، کبھی کھول دیتے اور آپ کبھی دائیں کبھی بائیں جھک جاتے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ منبر کا نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ مجھے یوں لگا کہیں یہ گر نہ پڑے۔[11] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ایک دن حضور نے ایسا اثر انگیز اور ولولہ خیز خطبہ پڑھا کہ میں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں سنا تھا، چنانچہ جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ تو یہ سنتے ہی لوگ کپڑوں میں منہ چھپا چھپا کر زار و قطار رونے لگے۔[12]

(62)

وہ دعا جس کا جوبَن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: جوبن: حسن۔ نسیم: خوشبودار ہوا۔ اِجابت: قبولیت۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دعا کا حسن قبولیت کی بہار ہے، چنانچہ قبولیت کی اس خوشبودار ہوا پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ کی ہر دعا قبول ہوتی۔ کتبِ احادیث میں اس حوالے سے کثیر واقعات موجود ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضور سے اپنے بیٹے کے حق میں دعائے خیر کے لئے عرض کی تو آپ نے یوں دعا فرمائی: یا اللہ! تُو اس کا مال و اولاد زیادہ کر اور جو نعمت تُو نے اسے دی ہے اس میں برکت دے۔[13] حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! (اس دعا کی برکت سے) میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد 100 کے قریب ہے۔[14] ایک روایت میں ہے کہ حضور نے ان کو برکت کی دعا دی تو ان کے باغ میں درخت ہر سال دو مرتبہ پھل دیتے جن میں مشک کی خوشبو ہوتی۔[15] حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعا دی: یا اللہ! علی سے گرمی اور سردی دُور فرما دے۔ تو اُس دن سے انہیں گرمی لگی نہ سردی۔[16] حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو آپ فرماتے ہیں: (اس دعا کے بعد حال یہ تھا کہ) اگر میں پتھر اُٹھاتا تو مجھے یہ امید ہوتی کہ اس کے نیچے سونا ہو گا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے مُسْتَجابُ الدَّعْوَات ہونے کی دعا کی تو ان کی ہر دعا قبول ہوتی۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو چہرے کی کامیابی اور بال و جسم میں برکت کی دعا دی تو بوقتِ وصال 70 سال کے ہونے کے باوجود 15 سال کے معلوم ہوتے۔[17] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں دعا کی کہ یا اللہ! اس کو دین کا فقیہ بنا۔[18] تو وہ رئیسُ المفسرین اور حبرُ الْاُمّہ (یعنی اُمّت کے بہت بڑے عالم) بن گئے۔[19] حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ اللہ تیرا دانت نہ گرائے، تو سو سال کی عمر میں بھی ان کے تمام دانت سلامت تھے۔[20]

بڑھی ناز سے جب دعائے محمد	اِجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد	اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

(63)

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے

ان ستاروں کی نُزہت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **لچھا:** پیچیدہ تار۔ **نزہت:** چمک دمک۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک دانتوں سے نور کی کرنیں نکلیں، ان کی چمک دمک پہ لاکھوں سلام۔

شرح: آقائے کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دندانِ مبارک انتہائی چمک دار[21] اور حد درجہ خوب صورت[22] تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تبسم فرماتے تو در و دیوار روشن ہو جاتے۔[23] حضرت عبدُ اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ثَنِیَّہ دانتوں میں کھڑکی والے تھے، جب کلام فرماتے تو ان دانتوں (کے گیپ) کے درمیان سے نور کی کرنیں نکلتی تھیں۔[24] اِس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آگے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو رُباعِیَہ کہتے ہیں، اِن سے مُتَّصِل (یعنی ملا ہوا) ایک ایک دانت ثَنائی کہلاتا ہے، حضور کے ثنائیہ دانت رُباعِیہ سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے، بلکہ اِن کے درمیان باریک کھڑکیاں تھیں (یعنی باریک باریک گیپ تھے) یہ بھی حُسن کا بہترین مجموعہ ہے، یہ نور دِن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اِس نور سے سوئی تلاش کرلی جاتی تھی۔[25]

ہے چمک تیرے دُرِّ دَنداں میں جیسی پانی

موتیوں میں کب ہے ایسی آبداری یارسول

(64)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **تسکیں:** تسلی، سہارا۔ **تبسم:** مسکراہٹ۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک مسکراہٹ پہ لاکھوں سلام جس کو دیکھ کر روتے ہوئے ہنس پڑیں۔

شرح: **روتے ہوئے ہنس پڑیں:** اس مصرعے میں پڑیں کا لفظ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کی سوچ کا عظیم شہ پارہ ہے، کیونکہ اگر اس کے بجائے پڑے لکھتے تو معناً کسی ایک واقعے کی طرف اشارہ مانا جاتا! مگر اعلیٰ حضرت نے پڑیں لکھ کر حضور کی عظیم صفت بیان فرمادی۔ چنانچہ اِس مصرع کا معنٰی ہے: حیاتِ ظاہری میں تو تسکین دینے سے غمزدہ دلوں کی کلیاں کِھل اٹھتی تھیں مگر آج بھی سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب کسی دُکھیارے کو خواب میں یا کسی غلام کو قبر میں تسلی دیتے ہیں تو وہ پُرسکون ہو جاتا ہے۔ اِس مصرعے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ محشر میں بھی اپنے گنہگار اُمّتیوں کو ڈھارس بندھا کر چین و قرار بخشیں گے۔[26] تسلی دینا سنتِ رسول ہے۔[27] اور حضور سے انسان تو انسان درختوں تک کو تسلی دینا ثابت ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جب آپ کے لئے لکڑی کا منبر تیار کیا گیا تو آپ کی جدائی کے سبب کھجور کا وہ خشک تنا رونے لگا کہ جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کو تسلی دیتے ہوئے سینے سے لگالیا، جس سے اس کی سسکیاں بند ہو گئیں۔[28]

تبسم کی عادت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بکثرت مسکرانا ثابت ہے۔[29] حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔[30] آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے زیادہ تبسم فرماتے اور خوش رہتے، جب تک قرآن نازل نہ ہو رہا ہوتا یا قیامت کا تذکرہ نہ ہوتا یا خطبہ وعظ نہ ہوتا۔[31] حضرت اُمِّ دَرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جب بھی بات کرتے تو مسکراتے۔ میں نے ان سے عرض کی: آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے! ورنہ لوگ آپ کو احمق سمجھنے لگیں گے! انہوں نے فرمایا: میں نے جب بھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بات کرتے دیکھا تو آپ مسکراتے تھے۔[32]

---

(1) الشفا، 1/81 ملخصاً (2) الشفا، 1/70 (3) الشمائل المحمدیہ، ص134، رقم:214 (4) بخاری، 2/491، حدیث:3568 (5) بخاری، 2/491، حدیث:3567 (6) مراۃ المناجیح، 8/74 (7) الشفا، 1/80 (8) بخاری، 2/303، حدیث:2977 (9) عمدۃ القاری، 10/294، تحت الحدیث:2977 (10) مسلم، ص335، حدیث:2005 (11) ابن ماجہ، 4/505، حدیث:4275 ملخصاً (12) بخاری، 3/217، حدیث:4621 (13) مسلم، ص1034، حدیث:6375 (14) مسلم، ص1035، حدیث:6376 (15) مشکاۃ، 2/401، حدیث:5952 (16) ابن ماجہ، 1/83، حدیث:117 (17) الشفا، 1/326 تا327 (18) بخاری، 1/74، حدیث:143 (19) سیرتِ رسول عربی، ص487 (20) الاصابہ، 6/311 (21) الانوار المحمدیہ، ص129 (22) الخصائص الکبریٰ، 1/125 (23) الشفا، ص60-61 (24) دارمی، 1/44، حدیث:58 (25) مراۃ المناجیح، 8/62 ملتقطاً (26) نیکی کی دعوت، ص246 (27) مراۃ المناجیح، 8/122 (28) بخاری، 2/18، حدیث:2095 ملخصاً (29) بخاری، 4/125، حدیث:6092 ملخصاً (30) ترمذی، 5/542، حدیث:226 (31) مکارم الاخلاق، ص319، رقم:22 (32) مسند امام احمد، 8/171، حدیث:21791

کھانا پینا چھوڑنا آسان مگر موبائل چھوڑنا مشکل

سُوال: بعض لوگ سوشل میڈیا پر پوری پوری رات ضائع کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ غیر ضَروری لگاؤ رکھتے ہیں تو ایسے لوگ گھر میں اپنے بیوی بچّوں کے دَرمیان رہتے ہوئے بھی دماغی طور پر وہاں حاضِر نہیں ہوتے جس کے باعث وہ ان کی ذِمّہ داریوں کو صحیح ادا نہیں کر پاتے اور اسی طرح وہ اپنے رِشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے تو یُوں وہ حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد سے غفلت کا مُظاہرہ کرتے ہیں۔ نیز غیر ضَروری سوشل میڈیا یا موبائل کے اِستعمال سے ذہنی اِنتشار اتنا زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ بندہ اپنی شرعی ذِمّہ داریوں کی اَدائیگی بھی نہیں کر پاتا اور جو لوگ موبائل میں گھسے رہتے ہیں وہ موبائل کا صِرف فُضُول اِستعمال ہی نہیں کرتے بلکہ گناہوں بھرا اِستعمال بھی کرتے ہیں اور موبائل کے اِستعمال کے سبب اپنی نمازیں قضا کرتے اور جماعتیں بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ضَروری نہیں موبائل اِستعمال کرنے والا اس کا اچھا اِستعمال ہی کرے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ فُضُول اِستعمال کرے اور پھر گناہوں میں جا پڑے، بالخصوص عام نوجوان طبقہ جو عِلمِ دِین سے دُور ہے یا جن کے گھر دِینی ماحول نہیں ہوتا ایسے لوگ یا تو موبائل کا فُضُول اِستعمال کرتے ہیں یا پھر گناہوں کی طرف نکل جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ موبائل کے فُضُول اور گناہوں بھرے اِستعمال کے عادی ہیں انہیں موبائل سے ہی اپنی جان چھڑا لینے کے حوالے سے کچھ مَدَنی پھول عطا فرما دیں تا کہ ان کی دُنیا اور آخرت کے لیے بھلائی کا سامان ہو جائے۔ (مَدَنی مذاکرے میں شریک مفتی صاحب کا سُوال)

جواب: سب کچھ چُھوٹ سکتا ہے یہاں تک کہ کھانا بھی چُھوٹ سکتا ہے مگر موبائل سے جان چُھڑانا بڑا مشکل کام ہے۔ موبائل کے زیادہ اِستعمال کو شاید موبائل فوبیا کہتے ہیں۔ اگر کسی نے اِس لیے موبائل اِستعمال کرنا چھوڑ دیا کہ میں موبائل کی وجہ سے گناہ میں پڑ جاتا ہوں تو یہ اُس کا بہت بڑا کارنامہ ہے البتہ جسے یہ ظَنِّ غالب ہے کہ اگر میں موبائل رکھوں گا تو گناہ سے نہیں بچ سکوں گا تو اس پر موبائل چھوڑنا واجب ہو جائے گا تو ایسا شخص موبائل رکھے ہی نہیں یا پھر موبائل کی ایسی بندشیں کر دے کہ وہ خود بھی ان بندشوں کو نہ جانتا ہو۔ (اس موقع پر مَدَنی مذاکرے میں شریک مفتی صاحب نے فرمایا:) سب سے بڑی بندش یہ ہے کہ اس کا انٹرنیٹ ہی ختم کر دے کیونکہ زیادہ تر فساد کی چیزیں انٹرنیٹ سے ہی آتی ہیں اور انٹرنیٹ ختم ہونے سے موبائل سادہ ہو جاتا ہے۔ (اس پر امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِرشاد فرمایا:) بات چیت کے لیے سادے موبائل بھی مل جاتے ہیں لیکن ان میں بھی گناہوں کی ترکیبیں ہوتی ہیں، پہلے جب سوشل میڈیا نہیں تھا تب لوگ اِسی کے ذَریعے مَسائل پیدا کرتے تھے۔[1]

اسٹیٹس پر لگائی جانے والی مختلف اَشیا

سُوال: اسٹیٹس پر کھانے پینے وغیرہ مختلف اشیا کی تصاویر لگانا کیسا ہے؟

جواب: اِس مُعاملے میں ہر ایک کا اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے مثلاً بعض لوگ اپنی خوبصورت تصاویر لگاتے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم بہت اچھے لگتے ہیں حالانکہ دیکھنے والے کو ہر فَرد کا ہر اِسٹائل اچھا لگے یہ ضَروری نہیں مگر پھر بھی لگا رہے ہوتے ہیں۔ بعض تو مَعَاذَ اللہ فلمی ایکٹرز کی تصاویر بھی لگاتے ہوں گے کہ یہ بھی ایک Trend (یعنی رُجحان) چل پڑا ہے۔ پروفائل پکچر Actually (دَرحقیقت) بندے کی ذہنیت کا تعارف ہوتی ہے۔ کچھ لوگ بڑے خوبصورت ایکشن میں اپنی تصاویر بنواتے ہیں اور پھر اُسے اپنے اسٹیٹس پر لگاتے ہیں۔ یُوں ہی بعض لوگ اسٹیٹس پر اپنی ایسی تصویر

لگاتے ہیں کہ جس میں اُنہوں نے دُعا کی طرح ہاتھ اُٹھائے ہوتے ہیں خُدا جانے وہ اِس طرح کی تصویر لگا کر کیا چاہتے ہیں؟ مذہبی لوگوں کا اِسٹائل یہ ہے کہ وہ ایسی تصویر لگاتے ہیں کہ جس میں انہوں نے مائیک پکڑا ہوتا ہے۔ اِسی طرح کچھ لوگ اپنے بچوں کی تصاویر لگاتے ہیں جو اِس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ جس بچے کی تصویر لگائی وہ انہیں بہت اچھا لگتا ہے یا وہ سب سے چھوٹا ہے۔ پروفائل پکچر لگانا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اگر کوئی سمجھ دار ہو گا تو وہ اس سے آپ کی شخصیت کو سمجھ لے گا کہ بھائی کا کیا شوق اور کیا جذبہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اسلامی بھائی ماشاءَ اللہ 12 دینی کاموں کی پکچر لگاتے ہیں جو ایک طرح سے نیکی کا کام ہے۔ اِس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ اگر 12 دینی کام بھول گئے تھے تو پکچر دیکھنے سے یاد دہانی ہو جاتی ہے۔ بعض ایسی تصویر لگاتے ہیں کہ جس پر کوئی نہ کوئی مَدَنی پُھول لکھا ہوتا ہے ایسی تصویر لگانا بھی مدینہ مدینہ ہے۔ بعض تصاویر پر دُنیوی حِکمت کی باتیں لکھی ہوتی ہیں جس سے پکچر لگانے والے کی سوچ کا پتا چلتا ہے کہ وہ دُنیوی حکمتوں کو پسند کرتا ہے تو یُوں پروفائل پکچر ایک تعارفی پوائنٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز کوئی اپنی ایک تصویر لگاتا ہے اور کوئی دو لگاتا ہے اور بعض عارضی اور بعض مستقل طور پر اپنی تصویر لگائے رکھتے ہیں۔ بعض لوگ مستقل طور پر ایسی تصویر لگاتے ہیں جس پر ”اَلْمَوْت“ لکھا ہوا ہوتا ہے تو یہ صورت بھی مدینہ مدینہ ہے۔

یونہی بعض لوگ بار بار تصاویر بدلتے رہتے ہیں اور بعض لوگ پکچر پروفائل کو خالی بھی رکھتے ہیں میں نے بھی اپنی پکچر پروفائل خالی رکھی تھی تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ اپنا اَعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہے مگر اب ایک اسلامی بھائی نے محبت میں کوئی تصویر لگا دی ہے۔ بہر حال پروفائل پکچر میں اپنا اپنا تعارف ہوتا ہے۔ نگرانِ شُوریٰ کی پروفائل پر بھی کوئی تصویر نہیں، وہ بھی خالی اور سفید ہے۔ کسی کے پروفائل خالی رکھنے سے یہ نیک شگون بھی لے سکتے ہیں کہ اُس کی مُراد یہ ہو گی کہ اللہ پاک مجھے گناہوں سے اِس طرح پاک اور سفید رکھے اور میرا نامہ اعمال گناہوں سے صاف ستھرا ہو اور اپنی پروفائل خالی رکھنے سے عاجزی کے طور پر یہ شگون لیا جا سکتا ہے کہ میرا نامہ اعمال بھی نیکیوں سے خالی ہے۔ جو اپنی پروفائل میں ایکٹریس (اداکارہ) کی تصویریں لگاتے ہیں انہیں فوری طور پر توبہ کرکے ان کی تصاویر ہٹا دینی چاہئیں۔ اپنی پروفائل میں نہ ایکٹرز کی تصاویر لگائیے اور نہ ہی کھلاڑیوں کی کہ کہیں آخرت میں پھنس نہ جائیں کیونکہ حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی جو جس سے محبت رکھتا ہے قیامت کے دن اُسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔[2] اگر قیامت کے دِن فلمی ایکٹر (اداکار) یا ایکٹریس کے ساتھ اُٹھے تو پھنس جاؤ گے! اگر ایکٹریس کی چُٹیاں کے ساتھ آپ کی ٹانگیں باندھ دی گئیں تو پھر کیا کرو گے؟ یہ میں نے ڈرانے کے لیے بولا ہے ورنہ ایسی رِوایت میں نے پڑھی نہیں ہے۔ یاد رَکھیے! قرآنِ کریم نے ہمیں ایکٹرز یا کھلاڑیوں کے ساتھ رہنے کی تلقین نہیں کی بلکہ قرآنِ کریم نے تو یہ فرمایا ہے: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۱۹) (پ11، التوبہ:119) ترجمہ کنزالایمان: سچوں کے ساتھ ہو۔ سارے کے سارے اَنبیائے کِرام، صحابہ کِرام، اَولیائے کِرام اور اہلِ بیتِ اَطہار سچے ہیں اور میرا رَبّ فرما رہا ہے: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۱۹) سچوں کے ساتھ ہو۔ اب ہمیں لَبَّیْكَ یَارَبِّیْ یا پھر لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْك کہنا چاہیے کہ ہم سچوں کے ساتھ ہیں، ہمیں فلمی ایکٹرز اور دُنیوی اُلٹے سیدھے کھلاڑیوں وغیرہ سے نہیں بلکہ اے اللہ! تیرے سچے بندوں سے سچی محبت ہے اور تو ہمیں اِس پر اِستقامت نصیب فرما۔ اے کاش! ہم اِدھر اُدھر نہ دیکھیں بس اِن سچوں کے پیچھے چلتے چلتے سچوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیچھے پیچھے جنّت میں داخل ہو جائیں۔

یارسولَ اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے | خُلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے

(اِس موقع پر نگرانِ شُوریٰ نے فرمایا:) اَمیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے مَدَنی پُھولوں یا مَدَنی گلدستوں کو اپنے موبائل اسٹیٹس پر ضَرور لگائیے اور انہیں عام کیجیے کہ اِس طرح بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں ہمارا بہت سا حِصّہ ہو گا۔[3]

---

1 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/197 2 بخاری، 4/147، حدیث: 6169
3 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/81

کاش میری نیکیاں بڑھ جائیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

* نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

اسلام اپنے ماننے والوں کی ہر حال میں بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے اسی لئے ہمارے دین میں اس بات کی زیادہ ترغیب و تحریص ہے کہ ہم اپنی نیکیوں میں اضافے کی خوب کوشش کریں اور گناہوں سے بچیں تاکہ جہنم سے آزادی اور اللہ پاک کی رضا حاصل ہو جو کہ زندگی کا اصل مقصد ہے۔ نیز مؤمن کی شان بھی یہی ہے کہ وہ نیکیوں کا حریص ہوتا ہے، ویسے تو مسلمانوں کو سارا سال ہی نیک اعمال کی کوشش کرنی چاہئے، لیکن خاص طور پر جب شعبانُ المعظم کا مبارک مہینا تشریف لائے تو یہ کوشش اور زیادہ ہو جانی چاہئے کیونکہ ہمارے پیارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہم الرّضوان کا بھی یہی معمول تھا کہ ماہِ شعبان میں نیکیوں میں خوب اضافہ اور اس کا اہتمام فرماتے، جیسا کہ

ایک بار حضرتِ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ کسی بھی مہینے میں اِس طرح روزے نہیں رکھتے جس طرح شعبان میں رکھتے ہیں۔ فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان میں یہ مہینا ہے، لوگ اِس سے غافِل ہیں، اس میں لوگوں کے اعمال اللہ پاک کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرا عمل اِس حال میں اُٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (نسائی، ص387، حدیث:2354)

غنیۃُ الطّالبین میں ہے کہ ماہِ شعبان کا چاند نظر آتے ہی صحابۂ کرام علیہم الرضوان تلاوتِ قراٰنِ پاک کی طرف خوب متوجہ ہو جاتے، مسلمان اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ غربا و مساکین مسلمان ماہِ رمضان کے روزوں کے لئے تیاری کرسکیں، حکام قیدیوں کو طلب کر کے جسے شرعی سزا دینی ہوتی اسے سزا دیتے، بقیہ سب کو آزاد کر دیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کر دیتے، دوسروں سے اپنے قرضے وصول کر لیتے اور رمضان شریف کا چاند نظر آتے ہی غسل کر کے (بعض حضرات) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (غنیۃ الطالبین، 1/341)

خواتین کو چاہئے کہ ممکنہ صورت میں اس ماہ بالخصوص شعبان کی پندرہویں رات خوب عبادت کریں، دن روزے میں گزاریں نیز اگر ہماری دھن ہو کہ ہماری نیکیاں بڑھ جائیں تو ہمیں اپنے اَطراف میں ایسا ہی ماحول رکھنا ہوگا کہ جس میں نیکیاں کرنا آسان ہو، کئی نیکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے لئے الگ سے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف توجہ درکار ہوتی ہے۔ جیسا کہ ❁ اچھی اچھی نیتیں کرنا ❁ ہر جائز کام "بسم اللہ" پڑھ کر شروع کرنا ❁ مختلف سنتوں پر عمل کرنا ❁ سلام میں پہل کرنا ❁ محارِم اور اسلامی بہنوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا ❁ مسلمان بہن سے مسکرا کر ملنا وغیرہ۔

اسی طرح بے شمار نیکیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن میں محنت و مشقت کم ہوتی ہے لیکن ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، جیسا کہ ❁ ذکرُ اللہ کرنا ❁ تلاوتِ قراٰنِ کریم کرنا ❁ دُرودِ پاک پڑھنا ❁ وضو کے شروع میں "بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِله" پڑھنا ❁ باوُضو رہنا ❁ نیکی کی دعوت دینا ❁ اسلامی بہنوں کے دل میں خوشی داخل کرنا ❁ شکر ادا کرنا ❁ ایصالِ ثواب کرنا ❁ مسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنا ❁ نیک اِجتماعات میں شرکت کرنا وغیرہ۔ اللہ کرے ہم نیکیاں کمانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں، نیز اس ماہ کی برکت سے ہمیں نیک کام کرنے اور گناہوں سے بچنے میں استقامت نصیب ہو جائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نومولود بچوں کی پرورش (قسط 5)

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

ناڑ سے متعلق احتیاطیں

ناڑ وضعِ حمل کے بعد بننا شروع ہوتی ہے جو کہ ماں سے بچے تک خوراک و توانائی پہنچاتی اور بچے کے جسم سے فضلہ لے جاتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس کا کام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ بچہ خود خوراک لینے اور فضلہ نکالنے کی مکمل صلاحیت حاصل کرلیتا ہے۔ اس لیے اسے کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی انفیکشن نہ ہو۔ عموماً ناڑ پیدائش کے 2 ہفتوں کے اندر اندر الگ ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات اس سے زیادہ وقت بھی لگتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند احتیاطوں کی ضرورت ہے:

(1) ڈائپر وغیرہ ناڑ سے نیچے باندھئے اور زیادہ نہ کسیں ورنہ ناڑ کے ساتھ رگڑ کھانے کی وجہ سے خون نکلنے کا اندیشہ ہے۔

(2) ناڑ کو روزانہ پانی ابال کر اور ٹھنڈا کر کے کاٹن بڈ کی مدد سے صاف کیجیے، اس سے انفیکشن ہونے کا خدشہ نہیں رہتا۔

(3) جب بچہ کھلا لیٹا ہو تو دھیان رکھیے کہ ناڑ کا کلپ ہاتھ میں نہ پکڑ لے۔

(4) ناڑ کا زخم ٹھیک کرنے کے لیے اس پر کسی قسم کی کوئی دوا مت لگائیے، البتہ ڈاکٹرز اسپرٹ کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں کہ اس سے ناڑ جلدی سوکھ جاتی ہے۔

(5) اگر گھر میں ناسمجھ بچے ہوں تو اس صورت میں بھی احتیاط کیجیے کہ کہیں وہ نومولود کی ناڑ نہ کھینچ لیں۔

(6) اسٹیمپ گر جانے کے بعد ناف صاف کیجیے۔ اگر کسی قسم کا انفیکشن ہو جائے یا بہت زیادہ خون نکلے تو بروقت ڈاکٹر سے رجوع کیجیے۔

نومولود کی ناڑ یا ناف کی صفائی نہ کرنے کے نقصانات: ☆ ناڑ کی صفائی یا اس پہ اسپرٹ نہ لگانے سے سوکھنے میں زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ نیز خطرہ ہوتا ہے کہ اسٹیمپ کچے ناڑ کی صورت میں گر نہ جائے کہ اس سے انفیکشن ہو سکتا ہے۔ ☆ ناف کی صفائی نہ کرنے سے دماغ کی رگیں سوکھ جاتی ہیں۔ نیز معدے میں بھی جراثیم پیدا ہونے کے باعث انفیکشن ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ☆ ناف سے کان تک خون کا راستہ بھی ادھر سے ہے، لہٰذا ناف کی صفائی نہ ہونے کی صورت میں کم سننے یا بہرے پن کا خدشہ ہوتا ہے۔

بچوں کی پہلی غذا گھٹی

گھٹی کو عربی زبان میں تَحْنِیْک اور پنجابی زبان میں گُڑتی کہتے ہیں۔ نومولود کو گھٹی دینا سنّت ہے۔[1] اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: لوگ اپنے بچوں کو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں لایا کرتے، آپ ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کرتے اور تَحْنِیْک فرمایا کرتے تھے۔[2] مثلاً حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا، میں اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور سے گھٹی دی۔[3] چنانچہ،

گھٹی دینے کا درست طریقہ یہ ہے کہ گھٹی دینے والا سب سے پہلے اپنے ہاتھ منہ کو خوب صاف ستھرا کرلے، پھر کوئی

میٹھی چیز جیسے کھجور یا چھوہارا منہ میں خوب چبائے تاکہ وہ نرم اور پتلا ہو جائے اور اسے بچہ نگل سکے۔ پھر اسے انگلی پر لگا کر بچے کے منہ میں تالو سے لگا دے۔ اگر کھجور یا چھوہارا میسر نہ ہو تو شہد بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

گھٹی کے فوائد: گھٹی چونکہ میٹھی چیز جیسے کھجور، چھوہارا یا شہد کی دی جاتی ہے۔ اس میں وافر مقدار میں ایسے کیمیائی مرکبات موجود ہوتے ہیں جو بچے کو درد کے احساس اور شوگر کے مرض سے دور رکھتے ہیں۔ لہٰذا کوشش کیجئے کہ بچے کی پہلی غذا کھجور، چھوہارا، شہد وغیرہ میٹھی چیز ہی ہو جو آگ پر نہ پکی ہو اور یاد رکھئے کہ بازار سے ملنے والی گھٹی دراصل پیٹ درد، گیس، قبض اور ہاضمے سے متعلقہ مسائل کے لیے ہوتی ہے، اسے گھٹی کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔

گھٹی کس سے دلوانی چاہیے؟ بہتر یہی ہے کہ گھٹی کسی نیک مرد یا عورت سے ہی دلوائی جائے۔ کیونکہ گھٹی کے اثرات بچے کے اندر منتقل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اسلامی زندگی نامی کتاب میں ہے کہ بچے میں پہلی گھٹی دینے والے کا اثر آتا ہے اور اس کی سی عادات پیدا ہوتی ہیں۔[4] مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو علما، مشائخ، صالحین میں سے کسی کی خدمت میں پیش کیا جائے اور وہ کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں۔[5]

ضروری وضاحت: فی زمانہ بعض ڈاکٹرز نوزائیدہ بچے کو مروجہ انداز میں گھٹی دینے سے منع کرتے ہیں اور اس حوالے سے ان کے مختلف اقوال و نظریات کچھ یوں ہیں:

- کھجور یا چھوہارا بچے کے حلق میں پھنس جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو بطور گھٹی استعمال نہ کیا جائے۔
- کچھ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ بچے کی آنتیں نازک ہوتی ہیں، شہد، کھجور یا چھوہارا ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔
- بعض کہتے ہیں کہ شہد غیر معیاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے گھٹی دینے کے بعد بعض بچوں کا معدہ واش کرانا پڑجاتا ہے۔
- کچھ ڈاکٹرز کا یہ بھی کہنا ہے کہ بعض اوقات گھٹی کی وجہ سے بچے کو پیٹ کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا گھٹی میں صرف ماں کا دودھ دیا جائے۔

بچوں کو گھٹی دینے کے حوالے سے ڈاکٹرز کے یہ خدشات ہو سکتا ہے اپنی جگہ درست ہوں، مگر کیا محض ان خدشات کی وجہ سے ایک مسنون طریقہ کار کو چھوڑا جا سکتا ہے؟ کیونکہ اصولِ فطرت ہے کہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑایا جائے گا، ناک نہیں کاٹی جائے گی، خواہ وہ کئی بار بیٹھے۔ چنانچہ مکمل و درست اسلامی معلومات نہ ہونے اور غلط فہمی پر مبنی خدشات کی وجہ سے ایک مسنون کام سے منع کرنا سمجھ سے بالاتر ہے، حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اگر کسی وجہ سے بچے کو گھٹی سے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو اس وجہ کو ختم کیا جائے نہ کہ سرے سے ہی گھٹی جیسی عظیم سنت پر عمل سے روک دیا جائے۔ یعنی بچے کے پیٹ میں جراثیم پہنچنے کا اندیشہ ہو تو گھٹی دینے والوں کو تاکید کی جائے گی کہ وہ گھٹی دینے سے قبل اپنے ہاتھ منہ کی خوب اچھی طرح صفائی ستھرائی کا اہتمام کریں اور پھر گھٹی دیں۔ اسی طرح کھجور و چھوہارے جیسی سخت چیز کا بچے کے حلق میں پھنسنے کا اندیشہ ہو تو وہ احمق ہی ہوگا جو نوزائیدہ بچے کو یہ چیزیں ثابت نگلنے کو دے گا۔ کیونکہ گھٹی کا درست طریقہ کیا ہے یہ ابھی گزشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح اگر شہد کے غیر معیاری ہونے والی بات کی جائے تو مانا کہ غیر معیاری شہد مارکیٹ میں کثرت سے موجود ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب تو نہیں کہ اصلی شہد کا وجود ہی نایاب ہو چکا ہے! الحمد للہ خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان اب بھی ایک نمبر شہد بیچتے ہیں، لہٰذا تھوڑی کوشش و تحقیق سے آج بھی اصلی و معیاری شہد بآسانی مل سکتا ہے۔

---

[1] شرح نووی، الجزء الرابع عشر، 5/140، تحت الحدیث: 2144 [2] مسلم، ص 913، حدیث: 5619 [3] مسلم، ص 912، حدیث: 5615 [4] اسلامی زندگی، ص 20 [5] نزہۃ القاری، 5/430

اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ قابلِ رشک، لائقِ احترام، عظیمُ الشان اور خوش نصیب خاتون ہیں جنہیں حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ ہونے کا شرفِ عظیم حاصل ہے۔ آپ کے والد کا نام خُوَیْلِد اور والدہ کا نام فاطمہ ہے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قُصَیّ بن کِلَاب میں جا کر آپ کا نسب اپنے شوہرِ نامدار، نبیِ مختار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نسب شریف سے مل جاتا ہے۔ آپ قبیلہ بنی عامر بن لُوی سے تعلق رکھتی تھیں۔[1]

ولادت و وصال: آپ کی ولادتِ باسعادت عامُ الْفِیْل سے 15 سال پہلے ہوئی۔[2] جبکہ نبوت کے دسویں سال، دس رمضان المبارک کو آپ نے وصال فرمایا۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر مُبارک 65 سال تھی۔[3] آپ کو مکے شریف میں واقع حَجُوْن کے مقام پر دفن کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ کی قبر میں اترے[4] اور اپنے مقدس ہاتھوں سے دفن فرمایا۔ جس سال آپ کا وصال ہوا اسے عامُ الحُزن یعنی غم کا سال قرار دیا۔[5] اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: فِی الْواقع (درحقیقت) کتبِ سِیَر (سیرت کی کتابوں) میں عُلَما نے یہی لکھا ہے کہ اُمُّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازۂ مبارکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز ہوئی ہی نہ تھی (یعنی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں ہوا تھا)۔ اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔[6]

کنیت و القاب: آپ کی کنیت اُمُّ القَاسِم، اُمِّ ہِند جبکہ الکبریٰ، طاہرہ اور سَیِّدَۃُ قُرَیش آپ کے القاب ہیں۔

آپ کی چند سعادتیں: اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب اور بلند رُتبہ خاتون ہیں ☆ جنہوں نے (بطورِ زوجہ سب سے زیادہ عرصہ یعنی) تقریباً 25 سال حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہنے کی سعادت حاصل کی۔[7] ☆ عورتوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔[8] ☆ آپ اور آپ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ جنّتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی ہیں۔[9] ☆ بلکہ آپ نے دنیا میں ہی جنّتی انگور کھانے کا شرف بھی پایا۔[10] ☆ یہی نہیں آپ اس وقت بھی جنت میں ایک خول دار (اندر سے خالی) موتی سے بنے گھر میں آرام فرما ہیں جو ایک جنّتی نہر پر واقع ہے۔[11] ☆ حضور کی تمام اولاد مبارک آپ سے تھی، سوائے حضرت ابراہیم کے، یہ ماریہ قبطیہ سے تھے۔[12]

حضور آپ کا ذکر اکثر فرمایا کرتے۔[13] اور جب بکری ذبح فرماتے تو اس کا گوشت آپ کی سہیلیوں کے گھر بھی بھیجتے۔[14] ان شاءَ اللہ اگلی اقساط میں آپ کی سیرت کے ان چند پہلوؤں کو ذکر کیا جائے گا: (1) ایک کامیاب تاجرہ (2) حضرت خدیجہ کی علمی شان (3) فہم و فراست (4) آپ کے اعلیٰ اخلاق (5) ایثار و قربانی (6) دینِ اسلام پر عمل (7) شوہر کی دلجوئی و غمگساری (8) اشاعتِ اسلام میں آپ کا کردار۔

---

1 مدارج النبوت، 2/464 2 طبقات ابنِ سعد، 1/105 3 امتاع الاسماع، 6/28 4 شرح الزرقانی علی المواہب، 2/49 5 المواہب اللدنیہ، 1/135 6 فتاویٰ رضویہ، 9/369 7 فتح الباری، 8/113، تحت الحدیث: 3821 8 الاستیعاب، 4/380 9 مسند امام احمد، 1/627، حدیث: 2668 10 معجم اوسط، 4/315، حدیث: 6098 11 معجم کبیر 23/8، حدیث: 6 12 سبل الھدیٰ والرشاد، 11/16 13 مسلم، ص1016، حدیث: 6280 14 مسلم، ص1016، حدیث: 6277

بے حیائی کے خاتمے میں خواتین کا کردار

(الحمدللہ ماہنامہ خواتین میں نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے معلمات و تنظیمی ذمہ داران کے جاری تحریری مقابلے میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ان میں سے بہتر مضامین کو الگ سے شامل کیا جاسکے، چنانچہ اس عنوان پر 3 مضامین موصول ہوئے، زیرِ نظر دو مضمون اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔)

بے حیائی کے خاتمے میں خواتین کا کردار

اُمِّ ہاشم (دھوراجی، کراچی)

بے شک اللہ پاک ذرّے ذرّے کا خالق و مالک ہے۔ اس نے تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف و ممتاز بنایا ہے۔ جس کا ایک سبب انسان کا شرم و حیا سے مزین ہونا بھی ہے، چنانچہ جب تک انسان میں شرم و حیا باقی رہتی ہے، ذلت و رُسوائی سے بچا رہتا ہے۔ مگر افسوس! آجکل حیا تقریباً رخصت ہو چکی ہے۔ عورت جسے دینِ اسلام نے ماں، بیٹی، بہن، بیوی کے روپ میں ایک خاص مقام، خاص اہمیت و حقوق عطا کئے، آج وہی عورت شریعت کی پابندیوں کو قید سمجھ بیٹھی ہے۔ وہ یہ بھول چکی ہے کہ لب و لہجے، حرکات و سکنات، عادات و اطوار، رہن سہن اور پہناوے سے اگر حیا رُخصت ہو جائے تو باقی اچھائیاں بچ بھی جائیں تو ان پر خود بخود پانی پھر جائے گا اور دیگر تمام نیک اوصاف اپنی اہمیت کھو دیں گے۔

یاد رکھئے! حدیثِ پاک میں ہے: جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔[1] حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔[2] معلوم ہوا کہ کسی بھی بُرے کام سے رُکنے کا سبب شرم و حیا بھی ہے۔[3]

شرم و حیا کیا ہے؟ وہ کام جو اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے نزدیک ناپسند ہوں ان سے بچانے والے وصف کو شرم و حیا کہتے ہیں۔[4] اسلام اور حیا کا آپس میں وہی تعلق ہے جو جسم اور روح کا ہے۔[5] سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک حیا اور ایمان آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ جب ایک اٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔[6]

مَردوں سے حیا رُخصت ہو تو معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے اور جب عورتوں سے حیا رُخصت ہوجائے تو نسلیں برباد ہوجاتی ہیں۔ افسوس! عورتوں کی ایک تعداد ہے جو حیا کے دائرے سے باہر آچکی ہے۔ میڈیا، بازاروں، سائن بورڈز، ٹی وی، نیٹ، سوشل میڈیا وغیرہ ہر جگہ پر عورت کی عزت کو تار تار کیا جارہا ہے۔ گویا ہماری معیشت عورت کے وجود کی موجودگی سے چلنے لگی ہے۔ حتی کہ گلی، محلوں ہر جگہ عریانی ہی عریانی نظر آتی ہے۔ بے حیائی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچیوں کو بے ہودہ لباس پہنا کر اسے فیشن کا نام دیا جاتا ہے۔ حال یہ ہو چکا ہے کہ روشن خیالی کے نام پر وہ کام کیے جارہے ہیں جن کو کرنے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہیں ہوتی اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس پُر فتن دور میں خواتین کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنی چاہئے۔ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارنا اپنا مقصدِ حیات بنانا چاہیے۔ اپنا وقار کھونے کے بجائے حیا کا دامن تھام لینا چاہیے۔ تاکہ ان کی اصل کے ساتھ انسانیت کی بقا بھی قائم رہ سکے۔ کیونکہ حیا ایک ایسا وصف ہے کہ جتنا زیادہ ہو خیر ہی بڑھاتا ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا: حیا صرف خیر ہی لاتی ہے۔[7]

یاد رکھیے! اگر خواتین خود حیا کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوں گی تو ہی اپنی اولاد کی بہتر تربیت کر سکیں گی اور ان کی اولاد بھی

ان صفات و خصائل کی حامل ہو گی۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ حیا کو متاثر کرنے والے عوامل سے دور رہا جائے اور اپنے ایمان کی حفاظت کی جائے۔ چنانچہ خواتین کو چاہیے کہ اپنے اخلاق کو بہتر بنائیں، شریعت کا علم حاصل کریں، نیکی کا حکم دیں، دین کی تعلیم کو عام کریں، شرعی پردہ کریں، گھر کی چار دیواری میں رہ کر گھر بار کی دیکھ بھال کریں۔ دین کی سربلندی کے لیے اپنے وقت و صحت کا بہترین استعمال کریں۔ شرم و حیا کی پیکر بنیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت گزار بنیں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس پُر فتن دور کے فتنوں سے بھی بچ جائیں گی اور ان شاء اللہ، اللہ پاک کے فضل کی حق دار بھی بنیں گی۔

بے حیائی کے خاتمے میں خواتین کا کردار

بنتِ محمد سجّل (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز ترنڈہ سوائے خان)

سب سے پہلے یہ دیکھتی ہیں کہ عورت کہتے کسے ہیں؟ پھر اس کے بعد عورت اگر بے پردہ ہو گی تو بے پردگی کی وعیدات ذکر کی جائیں گی۔ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت، مرد اجنبی کے لئے سر سے پاؤں تک لائقِ پردہ ہے۔[8] پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: عورت پردے میں رکھنے کی چیز ہے۔ جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے نگاہ اُٹھا اُٹھا کر دیکھتا ہے۔[9] حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِسْتِشْرَاف کے معنی ہیں: کسی چیز کو بغور دیکھنا یا اس کے معنی ہیں: لوگوں کی نگاہ میں اس عورت کو اچھا کر دینا کہ لوگ اسے بغور دیکھیں۔ یعنی جب عورت بے پردہ ہوتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہ میں اسے بھلی کر دیتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسے تکتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ پَرائی عورت اور اپنی اولاد اچھی لگتی ہے۔[10]

بے پردگی کی تباہ کاریاں: ☆بے پردگی میں اللہ و رسول کی نافرمانی ہے۔ ☆بے پردگی جہنم میں لے جانے والا ہلاکت خیز گناہِ کبیرہ ہے اور سرِ عام کیا جا رہا ہے مگر بُرا ماننے والا کوئی نہیں ہے جو اس کو روک سکے۔ ☆بے پردہ عورت اللہ پاک کی رحمت سے دور ہوتی اور لعنت کا سبب بنتی ہے۔ ☆بے پردگی قیامت کے روز اندھیرے کا باعث ہے۔ ☆بے پردگی فحاشی کے پھیلاؤ کا ذریعہ اور رُسوائی کا سبب بنتی ہے۔ ☆بے پردگی کفار کی سازش اور شیطانی کام ہے جو زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کرتی ہے۔ ☆بے پردگی میں انسانی تہذیب کی تذلیل و تنزلی ہے۔ ☆بے پردگی فطرت کے بر عکس اور بے شمار بُرائیوں کی ماں ہے۔ ☆بے پردگی حیا اور غیرت کے خاتمے کا سبب ہے۔ ☆بے پردگی نوجوان نسل کی تباہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ☆بے پردگی بسا اوقات خاندانوں میں پھوٹ کا باعث بنتی ہے۔ ☆بے پردگی آنکھوں سے بدکاری کروانے کا کردار ادا کرتی ہے۔

اب ہم ان سب باتوں پر غور کریں کہ آج کل بے پردہ رہنے سے کتنی بُرائیاں جنم لیتی ہیں۔ اگر عورت باپردہ ہو جائے تو ہمارے خاندان، علاقے، شہر اور ملک سے بے حیائی اور عُریانی ختم ہو جائے۔ آج کئی خواتین معاشرے میں فتنہ و فساد برپا کر رہی ہیں، ان میں حیا کی چادر کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی ہے اور ہر طرف بے پردہ عورتیں نظر آتی ہیں جس کے سبب مَردوں کا بدنگاہی وغیرہ گناہوں سے بچنا بے حد مشکل ہو چکا ہے۔ نیز عورتیں اس بے حیائی کی وجہ سے مَردوں پر غالب ہوتی جا رہی ہیں۔ یوں سمجھئے کہ عورت کا بے حیائی پھیلانے میں 99.9 فیصد حصہ ہے۔ اگر یہی عورت حیا دار بن جائے تو پورا معاشرہ سدھر جائے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی اچھی طرح پرورش کرے، انہیں پردہ کرنا شروع سے ہی سکھائے اور خود بھی باپردہ رہے۔ نیز انہیں دینی تعلیم دے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

---

(1) ترمذی، 2/392، حدیث: 1176 (2) بخاری، 2/470، حدیث: 3484 (3) ماہنامہ فیضانِ مدینہ، جون 2019، ص 23 (4) باحیا نوجوان، ص 7 ملخصاً (5) ماہنامہ فیضانِ مدینہ، جون 2019، ص 23 (6) مستدرک، 1/176، حدیث: 66 (7) مسلم، ص 46، حدیث: 156 (8) مراٰۃ المناجیح، 5/13 (9) ترمذی، 2/392، حدیث: 1176 (10) مراٰۃ المناجیح، 5/17

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری*

ناک کان کے ایک سے زائد سوراخ نکلوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا ناک اور کان چھدوانا جائز ہے، سوال یہ ہے کہ جتنے سوراخ عام طور پر رائج ہیں، اس سے زائد کان یا ناک میں سوراخ کروانا جائز ہے؟ مثلاً ناک کی ایک جانب سوراخ ہو اور دوسری جانب چھدوانا یا ناک کے درمیان میں چھدوانا، جیسا کہ بعض جگہ یہ طریقہ رائج ہے، کیا یہ درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دینِ اسلام میں خواتین کے لئے زیب و زینت اور آرائش و زیبائش شریعت کی حدود کی رعایت کے ساتھ جائز و مشروع ہے، جس کا ایک طریقہ عورتوں کا کان میں سوراخ کرکے زیور لٹکانا ہے اور اس سے مقصود زینت کا حصول ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے مبارک زمانے میں عورتیں کان چھدواتی (یعنی سوراخ نکلواتی) تھیں، لیکن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے انہیں کبھی منع نہ فرمایا اور فقہائے اسلام نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے منع نہ فرمانے سے استدلال کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا۔

اور زمانۂ نبوی میں عورتیں ناک نہیں چھدواتی تھیں، لیکن جب فقہاء اسلام نے دیکھا کہ بعض علاقوں میں عورتیں ناک میں بھی سوراخ نکلواتی اور اس میں بطورِ زینت زیور لٹکاتی ہیں، تو انہوں نے اس کے بھی جواز کا فتویٰ دیا، کیونکہ کان میں سوراخ کرنا اور زیور پہننا عورتوں کی زینت کے طور پر ہے اور ناک میں سوراخ کرنے سے بھی یہی مقصود ہے، اس لئے اسے صرف کان کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، بلکہ زینت مقصود ہونے کی وجہ سے ناک میں سوراخ کو بھی جائز قرار دیا گیا۔

اس تمہید کے بعد پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ ناک اور کان میں سوراخ کرنا اور زیور لٹکانا عورتوں کے لئے زینت ہونے کی وجہ سے جائز ہے اور اگر کسی علاقے میں عزت دار مسلمان عورتیں اپنے ایک ہی کان یا ناک میں ایک سے زیادہ سوراخ کرکے اس میں زیور لٹکاتی ہوں، تاکہ اس سے زینت حاصل ہو، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کہ ایک سوراخ سے جو مقصود (حصولِ زینت) ہے، وہی ایک سے زیادہ سوراخوں سے مطلوب ہے۔ اور زینت کا انداز ہر علاقے والوں کا اپنا اپنا جداگانہ ہوتا ہے، کسی علاقے میں ناک میں نتھ دائیں طرف، کسی میں بائیں طرف اور بعض علاقوں میں دونوں طرف پہنی جاتی ہے، اسی طرح بعض علاقوں میں عورتیں کان میں ایک سوراخ کرکے اس میں بالی پہنتی ہیں اور بعض میں ایک سے زیادہ سوراخ کرکے زیادہ زیور لٹکاتی ہیں (جیسا کہ پاکستان کے بعض علاقوں کی عورتوں میں رائج ہے) اور اسے اُس علاقے میں غیر مہذب طریقہ شمار نہیں کیا جاتا، لہٰذا اس طرح عورتوں کا زینت کے لئے کان میں ایک سے زیادہ سوراخ کروانا یا ناک میں دونوں طرف سوراخ کروانا جائز ہے۔

ہاں اس طرح کا سوراخ نکلوانا جو کفار و فساق عورتوں کا طریقہ ہو، جیسا کہ بعض یورپی ممالک میں فساق عورتیں ناک کے درمیان سوراخ کرکے اس میں کوئی لاکٹ پہنتی ہیں اور عزت دار مسلمانوں میں ایسا ہرگز رائج نہیں، تو ایسا سوراخ نکلوانا شرعاً ممنوع ہے کہ اسلام نے کفار و فساق کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ بلا اجازتِ شرعی اللہ عزوجل کی تخلیق کو تبدیل کرنا بھی ہے اور اللہ عزوجل کی تخلیق کو تبدیل کرنا، ناجائز و حرام ہے البتہ اگر یہی سوراخ بھی کسی علاقے میں شریف خواتین میں بھی رائج ہو جیسے دنیا میں مختلف علاقوں کے رواجوں کی حد نہیں تو ان علاقوں میں اس کی بھی اجازت ہوگی اور جہاں یہ کفار و فاسقات کے ساتھ مشابہت ہو وہاں ممنوع ہوگا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

سلسلہ رسم ورواج

نِکاح (قسط اول)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ پاک ہر ایک کا خالق ومالک ہے، خواہ چرند ہوں یا پرند، انسان ہوں یا جن اور فرشتے، سورج ہو یا چاند ستارے سب کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی پیدا کردہ مخلوقات میں سے ہر ایک کو جدا جدا اوصاف عطا فرما کر انسان کے سر پر اشرفُ المخلوقات ہونے کا سہرا باندھا۔ نسلِ انسانی کی ابتدا حضرت آدم وحوا علیہما السّلام سے ہوئی تو بتدریج افراد کی کثرت کی بنا پر مختلف معاشرے بھی وجود آئے، چنانچہ اللہ پاک نے اپنے ماننے والوں کو ہر وہ طریقہ بھی بتایا کہ جس پر عمل کی برکت سے وہ ایک بہترین معاشرے میں زندگی گزار سکیں۔ چنانچہ فرد کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا نوجوان و بوڑھا، ماں ہو یا باپ، بہن ہو یا بھائی غرض کوئی بھی ہو جہاں بھی ہو اور جس بھی حالت و کیفیت میں ہو اسے اس کی حالت کے مطابق اسے زندگی گزارنے کے طریقے بھی بتائے۔ چنانچہ انہی طریقوں میں سے ایک طریقہ نکاح بھی ہے، یعنی اس طریقہ کار پر عمل سے انسان اپنی فطری خواہشات کی تکمیل کر سکتا ہے اور اگر اس پر عمل نہ کرے تو اس میں اور دیگر حیوانات میں کوئی فرق نہ رہے گا۔

اب اگر وہ انسان ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہو اور اپنے ربِّ کریم کی بارگاہ میں سرِ نیاز کو جھکانے والا بھی ہو تو اسے اللہ پاک کی رضا ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے آخری نبی، مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کا ثواب بھی حاصل ہو گا۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

نکاح اور ایمان یہ دو ایسی عبادتیں ہیں جو حضرت آدم علیہ السّلام سے شروع ہوئیں اور تا قیامت رہیں گی، نکاح بہترین عبادت ہے کہ اس سے نسلِ انسانی کی بقا ہے، یہی صالحین و ذاکرین و عابدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے۔[1]

الغرض اسلام میں نکاح کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کی ترغیبات موجود ہیں۔ نکاح انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہے، اس کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔ نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ دنیا میں بسنے والے سب سے پہلے مرد و عورت کو اللہ پاک نے نکاح کے ذریعے ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیا۔[2] یوں میاں بیوی کا یہ پہلا انسانی رشتہ وجود میں آیا۔ پھر باقی تمام رشتے وجود میں آئے یعنی والدین، بیٹا بیٹی، بہن بھائی اور دیگر رشتے داریاں وغیرہ۔

نکاح کے مقاصد و برکات: نکاح پاکدامنی اختیار کرنے اور بدکاری سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعے نسب اور خاندان کی حفاظت رہتی ہے، جو کہ معاشرے میں عزت کا سبب ہے۔ نکاح کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے پیدا ہونے والی اولاد کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جبکہ بدکاری کی صورت میں پیدا ہونے والے بچوں کو ناپسندیدگی سے دیکھا جاتا ہے۔ نکاح کی برکت سے مرد و عورت کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے اور اخلاق کی بھی حفاظت رہتی ہے،

شیطان شادی شدہ افراد کو بہکانے میں جلد کامیاب نہیں ہو پاتا، جو نکاح کرلیتے ہیں ان کا دو تہائی ایمان محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کوئی نِکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: ہائے افسوس! ابنِ آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دِین بچالیا۔[3]

نکاح کی برکت سے بہت سی بیماریوں سے بھی بچت ہو جاتی ہے، چنانچہ ایک نئی تحقیق کے مطابق شادی شدہ افراد اپنے غیر شادی شدہ ساتھیوں کے مقابلے میں جسمانی طور پر زیادہ فٹ، مضبوط گرفت والے اور زیادہ ایکٹیو ہوتے ہیں۔ شادی شدہ لوگوں میں ہارٹ اٹیک اور فالج کا خطرہ کم ہو جاتا ہے، تناؤ کی سطح میں بھی کمی آجاتی ہے، نیز دماغی امراض سے کافی حفاظت رہتی ہے، شادی شدہ لوگوں میں اپنے تحفظ کا زیادہ خیال پایا جاتا ہے اس لئے وہ خطروں والے کاموں اور چیزوں سے دور رہتے ہیں، نیز تحقیق میں یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں شادی شدہ افراد عموماً طویل عمر پاتے ہیں۔

نکاح کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ خواتین کو ایک بہترین سہارا اور محافظ مل جاتا ہے جو ان کی جانی، مالی اور معاشی، بلکہ ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے، مگر افسوس! آج کل دِین سے دوری اور مذہب سے بیزاری کی سوچ رکھنے والے بدنصیب لوگ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی نکاح کی اہمیت کا نہ صرف انکار کر رہے ہیں بلکہ اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کھل کر اپنی من مانیاں کر سکیں اور اس کے مقابلے میں دیگر غیر شرعی اور بے حیائی والے کلچر کو فروغ دیں۔ انہی میں سے ایک "لِیو اِن ریلیشن شپ" بھی ہے، اس کو آسان الفاظ میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ بغیر نکاح کے مرد و عورت کا تمام حدود و قیود کو بالائے طاق رکھ کر ایک ساتھ رہنا۔ یہ انتہائی معیوب ہے اور کوئی بھی عقلِ سلیم رکھنے والا اسے برداشت نہیں کر سکتا، نیز ان لوگوں کا ایسی سوچ رکھنا کہ جب تک دل چاہا ایک ساتھ رہ لیا اور جب دل چاہا الگ ہو گئے اور کسی اور کے ساتھ تعلق قائم کر لیا یہ بہت بڑی بیہودگی ہے، اس میں نہ مرد کی عزت محفوظ ہے نہ عورت کی۔ نیز دیگر خطرناک بیماریوں کا حملہ آور ہونا اس کے علاوہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں نکاح کا سلسلہ مفقود ہوتا گیا اور غیر اسلامی باتوں کو ترجیح دی گئی، اسلامی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالا گیا، وہاں خاندانی و معاشرتی نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ معلوم ہوا! کامیابی اور سُرخروئی اسلامی تعلیمات کو ماننے اور ان پر عمل کرنے میں ہی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بلا وجہ نکاح میں تاخیر کرنا کئی مفاسد کا سبب ہے، اس لئے والدین کو چاہیے کہ بچے بالخصوص بچیاں جب بالغ اور نکاح کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہو جائیں تو ان کے نکاح میں بلا وجہ تاخیر نہ کریں کہ ایک مرتبہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتوں کی نصیحت فرمائی، جن میں سے ایک بات گویا یہ بھی تھی کہ بچیوں کا کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو ان کی شادی میں دیر نہ کرنا۔[4]

یاد رہے! نکاح کے فوائد و ثمرات حقیقی معنوں میں اسی صورت میں میسر آسکتے ہیں، جب اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نکاح کریں، لیکن افسوس! اس دینی کام میں بھی بہت سی غیر شرعی اور غیر اخلاقی رسومات نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی خرافات کو ختم کر کے شادی کو آسان بنایا جائے، تاکہ لوگوں پر بوجھ نہ رہے اور سہولت کے ساتھ شادیاں ہوں اور یہ سب اسی صورت میں ممکن ہو گا کہ جب لوگوں کو معلوم ہو کہ کون سے طریقے درست ہیں اور کون سے غلط۔ شادی بیاہ وغیرہ سے متعلق آئندہ آنے والے مضامین میں غلط رسوم ورواج کی طرف توجہ دلائی جائے گی تاکہ مسلمان ان خرافات کو پہچانیں، انہیں ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور دوسروں یعنی گھر والوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کو بھی بچنے کی ترغیب دلائیں۔ ان مضامین میں تقریباً کمی بیشی کے ساتھ ان موضوعات کی رسومات سے متعلق کلام کیا جائے گا: وٹا سٹا، منگنی، مہندی، مایوں، جہیز، بارات و رخصتی کی رسمیں، ولیمہ اور چوتھی کی رسمیں وغیرہ۔

---

(1) مراۃ المناجیح، 5/2 (2) تفسیر صاوی، 2/355 ماخوذاً (3) مسند الفردوس، 1/182، حدیث: 1227 (4) ترمذی، 1/217، حدیث: 171

سلسلہ اخلاقیات

پاک دامنی

بنتِ منصور عطاریہ (طالبہ دورہ حدیث شریف جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ غزالی نیو ل کالونی کراچی)

اللہ پاک نے نسلوں کے تحفظ، معاشرے کو بے راہ روی سے بچانے اور حیا کی بقا کے لئے اپنے ماننے والوں کو جن باتوں کا حکم ارشاد فرمایا، ان میں سے ایک پاکدامنی یعنی زنا و بدکاری سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنا بھی ہے۔ پاک دامنی اختیار کرنا اللہ پاک کو بے حد پسند ہے اور اللہ پاک نے اپنے ان مومن بندوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ (پ18، المؤمنون:5) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایک مقام پر ایسے لوگوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا ہے: اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (پ22، احزاب: 35) ترجمہ کنز العرفان: ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

پاک دامنی کا مفہوم بیان کرنے کے لئے لغت میں کئی لفظ ہیں، مثلاً عِفّت کا لفظ بھی پاک دامنی کے مفہوم ہی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ اگر نفس پیٹ اور شرم گاہ کی خواہش پوری کرنے سے رُکا رہے تو اسے عِفّت یعنی پاک دامنی کہتے ہیں۔[1] جبکہ پاک دامنی کو عصمت بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ گناہوں سے روک دیتی ہے۔[2] چنانچہ پاک دامنی بلاشبہ ایک ایسا وصف ہے جس کی ہمیشہ سے قدر کی جاتی رہی ہے اور فطرتِ سلیمہ کے مالک مرد و زن ہمیشہ اسے اپناتے اور اس پر فخر بھی کرتے رہے ہیں، جیسا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بھی مروی ہے کہ آپ فخر سے یہ ارشاد فرماتے کہ میں پاک صلبوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔[3] کیونکہ اللہ پاک نے جب اپنے حبیب کا نورِ مبارک حضرت آدم علیہ السّلام کی پیشانی میں رکھا تو ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نورِ انور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حوا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حوا کے رِحم پاک میں منتقل ہو گیا۔[4] پھر اللہ پاک حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے زمانے سے لے کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک مومنین کی رحموں اور پشتوں میں حضور کے نور کی منتقلی کو ملاحظہ فرماتا رہا۔[5] یہی وجہ ہے کہ آپ پُشت دَر پُشت پاک صُلبوں اور رحموں میں نکاح کے ذریعے منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پشت میں پہنچے۔[6]

پاک دامنی کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اکثر یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔[7] بلکہ آپ نے اسلام کی جو بنیادی تعلیمات دیں ان میں پاک دامنی کو بھی خاص اہمیت دی اور ایک روایت میں تو اسے ایمان کا حصہ تک قرار دیا،[8] نیز اس بات کا اقرار ایمان لانے سے پہلے حضرت ابو سفیان نے اس وقت کیا جب قیصرِ روم نے ان سے پوچھا تھا کہ حضور انہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ تو انہوں نے چھ باتوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک پاک دامنی اختیار کرنا بھی تھا۔[9]

یہاں یہ بات خاص طور پر پیشِ نظر رہے کہ پاک دامنی اختیار کرنے کا حکم اسلام نے مرد و عورت دونوں کو دیا ہے،

مگر یہاں چونکہ اسلامی بہنوں کے حوالے سے لکھنا مقصود ہے، لہٰذا ان کی خدمت میں عرض ہے کہ عورت کے لئے بہترین وصف یہ ہے کہ وہ پاک دامن رہے اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرے۔ پاک دامن رہنے والی عورت کے متعلق اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کا روزہ رکھے، اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔[10] اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ جو عورت اپنے رب سے ڈرے، اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ تم جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔[11] چنانچہ عورتوں میں سب سے باعزت وہ ہیں جو سب سے بڑھ کر پاک دامن ہوں اور حسب و نسب کے اعتبار سے عورتوں میں سب سے زیادہ فخر والی وہ ہیں جو بے حیائی سے پاک ہوں اور جو عورتیں پاک دامنی سے ڈگمگاتی ہیں وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہیں۔[12]

اُمّہات المومنین میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہُ عنہا جاہلیت کے زمانے میں بھی اپنی پاک دامنی کے سبب طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں، اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کی پاک دامنی کے ثبوت پر قرآنِ کریم کی آیات شاہد ہیں، جبکہ جنتی عورتوں کی سردار یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی حضور نے ان الفاظ میں خود ارشاد فرمائی کہ بے شک فاطمہ نے پاک دامنی اختیار کی۔[13] لہٰذا ہمیں بھی اپنی بزرگ خواتین کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری پاک دامنی پر حرف آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو پاک دامنی چاہے اللہ پاک اسے پاک دامن رکھے گا۔[14]

پاک دامنی سے چونکہ اللہ پاک کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی اور نسب کی حفاظت ہوتی ہے، نیز عزت و وقار میں اضافہ ہوتا اور ظاہر و باطن بھی روشن ہوتا ہے۔ پاک دامنی اختیار کرنے کا ایک بہترین نسخہ سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح کر لیا جائے اور جو پاک دامنی کے ارادے سے نکاح کرنا چاہے اللہ پاک اس کی مدد بھی فرماتا ہے۔[15] نکاح چونکہ انسان کی صرف ازدواجی ضرورت نہیں بلکہ نفسیاتی، معاشی اور معاشرتی ضرورت بھی ہے، اس لئے والدین کو بھی چاہیے کہ وہ سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ مناسب رشتہ ملتے ہی بچیوں کی شادی کر دیں اور شادی کے لئے بہت زیادہ پیسے جمع کرنے کی فکر میں رہیں نہ لوگوں کے طعنوں کا خوف رکھیں، اللہ پاک ضرور مدد فرمائے گا۔

پاک دامنی اختیار کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بدکاری سے نفرت کرے اور اس کے دنیوی و اخروی نقصانات کو پیشِ نظر رکھے۔ دینی ماحول سے وابستہ ایسی اسلامی بہنوں کی صحبت اختیار کرے کہ جن کے دلوں میں خوف خدا و عشقِ مصطفٰے کی شمعیں روشن ہوں اور جن کا کردار پاکیزہ و ستھرا ہو۔ نیز پاک دامنی اختیار کرنے کا ایک بہترین ذریعہ شرم وحَیا بھی ہے۔ شرم و حیا کی صفت جس میں بھی موجود ہو اسے بدکاری اور دیگر بُرے کاموں سے نفرت ہو جاتی ہے اور مزید نیکیوں کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے۔ ہمیں اگر اپنے مُعاشرے کو پاکیزہ بنانا ہے تو اس کے لئے شرم و حیا کے پیغام کو عام کرنا ہو گا۔ اللہ پاک ہمیں باحیا بنا دے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) احیاء العلوم مترجم، 4/ 200 (2) مراۃ المناجیح، 1/ 145 (3) خصائص کبریٰ، 1/ 66 (4) سیرت رسولِ عربی، ص34 (5) صراط الجنان، 7/ 169 (6) فیض القدیر، 2/ 294، تحت الحدیث: 1735 (7) مسلم، ص1117، حدیث: 6904 (8) سنن کبری للبیہقی، 10/ 328، حدیث: 20808 (9) بخاری، 1/ 10، حدیث: 7 (10) حلیۃ الاولیاء، 6/ 336، حدیث: 8830 (11) معجم الاوسط، 3/ 319، حدیث: 4715 (12) مستطرف مترجم، ص101 (13) مستدرک للحاکم، 4/ 135، حدیث: 4779 (14) مسند امام احمد، 6/ 106، حدیث: 17237 (15) ترمذی، 3/ 247، حدیث: 1661

بدکاری

بنتِ ریاض احمد
طالبہ (درجہ رابعہ) جامعۃ المدینہ گرلز خدیجۃ الکبریٰ
کنگ سہالی، ضلع گجرات

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 37ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

جن کاموں سے اللہ پاک بہت زیادہ ناراض ہوتا ہے ان میں سے ایک بدکاری یعنی زنا بھی ہے، بدکاری ایک ایسا بُرا اور ناپسندیدہ عمل ہے جس کی طرف کوئی بھی عقلِ سلیم اور مزاجِ سلیم رکھنے والا جانا تو دور کی بات اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ دینِ اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو پسندیدہ چیزوں کی طرف راغب کیا اور ناپسندیدہ چیزوں سے دور رہنے کی تاکید کی۔ بدکاری کی نجاست چونکہ دل کو تباہی سے بھر دیتی ہے تو یقیناً ایسی صورت میں انسان اللہ پاک کی ذات سے دور ہی ہو گا۔ دینِ اسلام نے بدکاری کی ہر صورت سے منع کیا ہے یعنی بدکاری خواہ سراً ہو یا جہراً، ہمیشہ ہو یا ایک بار، آزادی کی حالت میں ہو یا غلامی کی، اپنوں سے ہو یا غیروں سے ہر ایک پر ہر صورت میں حرام ہے۔ چنانچہ اسلام نے عورتوں کو بدکاری والے کاموں سے بچنے کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کریں اور کوئی بھی ایسا کام ہر گز نہ کریں جو ان کے والدین یا شوہر کی ذلت کا سبب بنے۔ چنانچہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایمان لانے والی عورتوں سے جب بیعت لیتے تو اس بات پر بھی بیعت لیتے تھے کہ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ اس لئے خواتین کو چاہیے کہ جہنم میں لے جانے والے اس گناہ سے خوب خوب بچیں اور نیک بن کر اس فرمانِ مصطفےٰ کی مصداق بننے کی کوشش کریں کہ پوری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع نیک عورت ہے۔[1]

بدکاری اس قدر منحوس ہے کہ اللہ پاک نے پارہ 19 سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 میں کفر و شرک اور قتلِ ناحق کے ساتھ اسے ذکر فرما کر گویا یہ واضح فرمایا ہے کہ بدکاری ان دونوں کی طرح بہت بڑا جرم ہے۔ یہی نہیں، بلکہ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر بدکاری کی بہت شدید مذمت بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا (۳۲) (پ15، بنی اسرآءیل:32) ترجمہ کنز العرفان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

اس آیت میں زنا کی حرمت و خباثت کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام بلکہ تمام آسمانی مذاہب میں زنا کو بدترین گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ پرلے درجے کی بے حیائی اور فتنہ و فساد کی جڑ ہے بلکہ اب تو ایڈز کے خوفناک مرض کی شکل میں اس کے دوسرے نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں۔ جس ملک میں زنا کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے وہیں ایڈز پھیلتا جارہا ہے یہ گویا دنیا میں عذابِ الٰہی کی ایک صورت ہے۔[2] ایک مقام پر ہے: وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ (پ14، النحل:90) ترجمہ کنز العرفان: اور (اللہ) بے حیائی سے منع فرماتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام رازی نے فرمایا: اللہ پاک نے انسان میں چار قوتیں رکھی ہیں: غضبیہ، شہوانیہ، عقلیہ اور وہمیہ۔ قوتِ غضبیہ سے درندوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، قوتِ شہوانیہ سے جانوروں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور قوتِ وہمیہ سے شیطانی اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور قوتِ عقلیہ سے ملائکہ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ قوتِ شہوانیہ کی اصلاح کی ضرورت اس لئے ہے کہ اگر اس قوت کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو انسان لذاتِ شہوانیہ کے حصول میں جائز اور ناجائز کا فرق نہیں کرے گا اور شہوت کو پورا کرنے کے لیے ہر

جگہ منہ مارتا پھرے گا۔ اس لیے فرمایا وہ بے حیائی کے کاموں سے منع فرماتا ہے۔[3]

کئی احادیثِ کریمہ میں بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدکاری کی مذمت کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیثِ پاک میں ہے: جس بستی میں بدکاری اور سود ظاہر ہو جائے تو اس بستی والوں نے گویا اپنے لیے اللہ پاک کے عذاب کو حلال کرلیا۔[4] ایک روایت میں ہے: ہر ابنِ آدم کے لئے زنا سے حصہ ہے۔ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا (یعنی چھونا) ہے، پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے، منہ زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ لینا ہے۔ دل ارادہ اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔[5] جبکہ ایک روایت میں ہے: میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا سے پیدا ہونے والے بچے عام نہ ہو جائیں گے اور جب ان میں زنا سے پیدا ہونے والے بچے عام ہو جائیں گے تو اللہ پاک انہیں عذاب میں مبتلا فرمادے گا۔[6]

خواتین بدکاری سے کیسے بچیں؟ اگر خواتین اسلامی تعلیمات پر عمل کا ذہن بنالیں اور اس پر عمل بھی کرنے لگیں تو بہت آسانی سے بدکاری سے اپنی حفاظت کر سکتی ہیں، کیونکہ اسلام نے سختی کے ساتھ بدکاری کے راستے پر جانے اور ایسے ذرائع اختیار کرنے سے ممانعت فرمائی ہے جو بدکاری کی طرف لے کر جائیں۔ چنانچہ خواتین کو چاہیے کہ غیر مردوں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کریں، ملنا جلنا، ملاقات، سلام، گفتگو وغیرہ کوئی بھی عمل ان کے ساتھ نہ کریں۔ خاص طور پر اپنے کزنوں اور دیوروں کے ساتھ بھی ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا مظاہرہ نہ کریں کیونکہ یہ عمل انتہائی خطرناک اور دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے۔ جو والدین اچھی سوچ کے حامل ہوں اور مذہبی ذہن بھی رکھتے ہوں اور وہ اپنے بچوں کی بھی اچھی تربیت کا ذہن رکھتے ہوں اور ان کی اولاد ان کی تربیت کو قبول بھی کرے تو ایسے خوش نصیبوں کے لئے ان باتوں پر عمل کرنا اور اپنی حفاظت کا سامان کرنا مشکل نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلامی ماحول سے وابستہ رہیں تا کہ اچھوں کی صحبت سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی رہے اور ہم شیطان اور نفس کے حملوں سے بچنے میں کامیاب ہوں، اس کے لئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو جانا بھی انتہائی مفید ہے، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہیں، اس کے ہفتہ وار اجتماعات میں شرکت کرنے کو معمول بنالیں، ہر ہفتے کو بعد نمازِ عشا مدنی چینل پر مدنی مذاکرہ دیکھنے کی بھی عادت ہو تو ان شاء اللہ بے شمار رحمتیں اور برکتیں ملنا شروع ہو جائیں گی۔

بدکاری کے نقصانات: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: زنا سے بچو! اس میں 6 بُرائیاں ہیں: 1- دائمی تنگدستی کا چھا جانا۔ 2- چہرے کی وجاہت کا ختم ہو جانا۔ 3- عمر کا کم ہو جانا۔ 4- اللہ کے غضب کا شکار ہونا۔ 5- حساب میں سختی کا سامنا ہونا۔ 6- دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہونا۔[7]

اس کے علاوہ بدکاری کی وجہ سے اس قسم کے نقصانات کا سامنا ہو سکتا ہے: اللہ پاک کی ناراضی، دین و دنیا کی بربادی، ہر جگہ ذلت و رسوائی کا سامنا، اخلاقیات کی دیوار میں دراڑیں پڑ جانا، دولت اور صحت کی بربادی، حسب نسب خراب ہو جانا، حقوق العباد کا تلف ہونا یعنی اس لڑکی اور اس کے باپ بھائی بیٹا وغیرہ ان سب کی رسوائی و حق تلفی۔ اس کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت بدکاری کی کثرت کے سبب آسمانی عذاب اور لا علاج امراض مسلط کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اس جرم اور اس جیسے دیگر جرموں کی وجہ سے لوگ خنزیر اور بندر کی شکل والے بنا دیئے جائیں گے۔

---

❶ مسلم، ص595، حدیث:1467 ❷ تفسیر صراط الجنان، 5/ 454 ❸ تفسیر رازی، 7/ 261 ❹ مستدرک، 2/ 339، حدیث:2308 ❺ مسلم، ص1095، حدیث:2657 بتغیر قلیل ❻ مسند امام احمد، 10/ 246، حدیث:26894 ❼ شعب الایمان، 4/ 379، حدیث:5475

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے نویں تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 18 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
وقت کی اہمیت پر مشتمل آیات	7	حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم ہیں	8	بے حیائی کے خاتمے میں خواتین کا کردار	3

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: بہاولپور: یزمان: بنت افضل۔ ترنڈہ سوائے خان: بنت محمد سچل۔ سیالکوٹ: سمبڑیال: بنت ثاقب۔ گلبہار: ام حبیبہ۔ کراچی: دھوراجی: اُمِّ ہاشم۔ شمع مدینہ: بنتِ محمد اکرم۔ کورنگی: اُمُّ الخیر بنت ریاض۔ ملیر: ام عکاشہ۔ گجرات: کنگ سہالی: بنت خالد، بنت رخسار احمد، بنت سعی محمد۔ گجرانوالہ: نوشہرہ روڈ: بنت اعظم، بنت عاشق۔

وقت کی اہمیت پر مشتمل آیات

اُمِّ ہاشم (دھوراجی، کراچی)

اللہ پاک نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر ہم غور کریں کہ ہمیں کیسی کیسی نعمتیں ملی ہیں تو شکر ادا کرتے کرتے ہماری زندگی گزر جائے۔ ان نعمتوں میں وقت بھی ہے۔ یہ نعمت ہر انسان کو ایک جیسی ملی ہے۔ امیر ہو یا غریب سب ہی کو 24 گھنٹے ایک دن میں دیے گئے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ کیا ہم اسے اچھے کاموں میں گزارتی ہیں یا برے کاموں میں، اس کی قدر کرتی ہیں یا ناقدری کرتے ہوئے اسے ضائع کر دیتی ہیں۔ وقت رُکتا ہے نہ ٹھہرتا ہے، وقت کا کام ہے چلتے اور گزرتے جانا۔ خوشی ہو یا غم، وقت آخر گزر ہی جائے گا۔ وقت کو کارآمد بنانا اور اسے ضائع ہونے سے بچانا ہمارا کام ہے۔ ہر گزرتا پل ہمیں موت کی طرف لے جارہا ہے اور ہم نادان غفلت کے باعث دنیا کی مستیوں اور رنگینیوں میں گم ہیں۔ وقت کی قدر کے متعلق اللہ پاک قرآنِ پاک کی سورۃ العصر میں ارشاد فرمارہا ہے: وَ الْعَصْرِۙ(۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ(۲) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﳔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۠(۳)

(پ30، العصر: 1تا3) ترجمہ کنز العرفان: زمانے کی قسم بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

اس سورت میں وقت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس سے قیمتی کوئی چیز نہیں۔ اگر ہمارے پاس وقت ہے تو زندگی ہے اور اگر وقت نہیں تو زندگی نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ زندگی کو نیکیاں کرتے ہوئے گزاریں، ہمارے پاس ایمان کی دولت ہو، نیکی کا حکم دینے، بُرائیوں سے روکنے اور دنیا والوں کی طرف سے ملنے والی تکالیف پر رب کی رضا کے لئے صبر کرنے والیاں ہوں تو ان شاء اللہ زندگی کو بہترین انداز میں گزارنے والیاں بن جائیں گی اور حقیقی کامیابی سے روشناس ہوں گی۔ حدیثِ پاک میں ہے: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت۔[1]

آج ہمارے پاس صحت ہے، مگر ہمارا نیکیوں کی طرف رجحان نہیں، تو بیماری کی حالت میں کیا کریں گی؟ آج فراغت ہے، اسے غنیمت جانیں، کل مصروف ہو گئیں تو پھر کچھ نہ کر سکیں گی۔ ہماری زندگی کے لمحات وہ انمول ہیرے ہیں کہ اگر انہیں ضائع کر دیا تو یہ بہت بڑا نقصان ہے، کیونکہ

گزرا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: روزِ قیامت ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ عمر کن کاموں میں صرف کی؟[2]

افسوس! ہمارے تو گھنٹوں صرف سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور ویڈیو گیمز کھیلنے میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ بچے تو بچے خواتین

بھی موبائل کے غیر ضروری استعمال سے نہیں بچ پاتیں۔ ہم اپنے اعمال کا حساب اس دن کیسے دیں گی کہ جس دن یعنی روزِ محشر سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا! آج دنیا میں مہلت ہے حساب نہیں، کل بروزِ محشر حساب ہوگا مہلت نہیں ملے گی۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جہاں ہر معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے وہیں وقت کی اہمیت کے معاملے میں بھی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (2) صحت کو بیماری سے پہلے (3) مالداری کو تنگ دستی سے پہلے (4) فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور (5) زندگی کو موت سے پہلے۔[3] مزید فرمایا: روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں دوبارہ کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔[4]

اگر ہم نظامِ کائنات کو دیکھیں تو سورج روز ایک ہی وقت نکلتا ہے، چاند کی آمد کا بھی وقت مقرر ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب کی ادائیگی کا حساب مقرر ہے۔ یاد رکھیے! دنیا میں وہی لوگ کامیاب ٹھہرے جنہوں نے وقت کی قدر کی اور اسے اچھے کاموں میں صرف کیا۔ غافل لوگ اپنا وقت ضائع کر کے اُخروی نقصان اٹھاتے ہیں۔ جبکہ اللہ پاک کے بندے اور بندیاں اس کی اطاعت کرتے ہوئے نماز پڑھتے اور ربِّ کریم کا قُرب حاصل کرتے رہتے ہیں۔ نماز ہمیں وقت کی قدر اور اس کی اہمیت کا درس دیتی ہے۔ اسی طرح کائنات کی ہر تخلیق وقت کی پابندی کرتے ہوئے ربِّ کریم کے احکام کی پیروی میں مصروف ہے تو پھر انسان جو اشرفُ المخلوقات پیدا کیا گیا ہے کیوں غافل ہے! حالانکہ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری زندگی بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے یعنی ہمیں ایک وقتِ معین دنیا میں گزارنا ہے۔ وقت کی اہمیت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے ہمیں اپنے اس دنیا میں بھیجنے کا مقصد معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ پارہ 18 سورۂ مومنون آیت نمبر 115 میں ارشاد فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱۱۵)

ترجمہ کنز العرفان: تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ یعنی ہماری زندگی کا اصل مقصد اللہ پاک کی عبادت ہے جسے سورۃُ الذریت کی آیت نمبر 56 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس برف کی مانند پگھلتی زندگی اور وقت کو رب کی عبادت و اطاعت میں گزاریں اور اس فانی دنیا کے دھوکے سے خود کو بچائیں، تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں اور دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کریں۔ کیونکہ عقلمند وہی ہے جو جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنی دنیا کی اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کی تیاری کرے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی اطاعت گزار بننے، وقت کی قدر اور اسے اپنے پسندیدہ و اپنی رضا کے کاموں میں صرف کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جوامعُ الکلم ہیں

بنتِ اعظم علی انجم مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز نوشہرہ روڈ، گجرانوالہ)

اللہ پاک نے مختلف زمانوں میں اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے اپنے پیارے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جنہیں کوئی معجزہ عطا نہ کیا گیا ہو۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکت وہ بلند و بالا ذات ہے جو سرتاپا معجزہ ہے۔ جو معجزات دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو فرداً فرداً عطا ہوئے وہ تمام آپ کی ذاتِ پاک میں یکجا کر دیئے گئے، یہاں تک کہ آپ کا مبارک کلام بھی ایسا عظیمُ الشان معجزہ ہے جس میں تحقیق کرنے والے آج بھی حیران ہیں۔ فصاحت و بلاغت میں بلند پائے کا کلام کرنے والے بُلَغاء آپ کا کلام پاک سن کر دنگ رہ گئے کہ اُمّی ہونے کے باوجود فصیح و بلیغ کلام کرنا واقعی آپ ہی کی شان ہے۔ کہا جاتا ہے: خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو قلیل مگر پُر دلیل ہو۔ چنانچہ حضور کو جوامعُ الکلم ہونے کا معجزہ عطا فرمایا گیا یعنی آپ کے مختصر الفاظ میں معانی کا سمندر موجود ہے۔ فصاحت و بلاغت کے ماہرین اسے ایجاز، اِطناب اور مساوات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اِطناب سے بھرپور کلام وہ ہوتا ہے جو مخاطب کے سامنے مطلب

اور مفہوم کو خوب ثابت کر دے۔ پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم جب کلام فرماتے تو تحفیظ میں آسانی کے لئے 3 مرتبہ دہراتے تا کہ مخاطَب اس چیز کی اہمیت خوب سمجھ لے۔[5]

جیسا کہ نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کتنے بہترین انداز میں نرمی کی فضیلت کو بیان فرمایا: اِنَّ اللهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ اللہ پاک رفیق ہے اور رِفق یعنی نرمی کو پسند فرماتا ہے۔[6]

مختصر الفاظ میں نرمی و آسانی کو ہر بھلائی اور خیر کا منبع قرار دیا اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں پانے کے لئے نرم دلی اختیار کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اسی طرح جوامعُ الکلام کلام وہ کلام بھی ہوتا ہے جس میں محسناتِ معنویہ و محسناتِ لفظیہ بھی پائی جائیں۔ جیسا کہ ایک مقام پر پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ۔[7]

دیکھئے! کتنا بہترین کلام ہے جس میں ممدوح کا نام مع آباو اجداد حسبِ ترتیبِ ولادت، بِلا تکلف مختصر الفاظ میں ذکر کر دیا گیا۔ اسی طرح جوامعُ الکلم روایات کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو کہ پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔[8]

دیکھئے! کتنے بہترین الفاظ اور مختصر ترین جملے میں بعثتِ مبارکہ کا مقصد بیان فرمایا گیا اور ساتھ میں حسنِ اخلاق کو اخلاقِ محمدی اور انسانیت کی معراج فرمایا گیا۔

اللہ پاک ہمیں بھی زبان کا درست استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النّبیِّ الامین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 4/222، حدیث: 6412 (2) ترمذی، 4/188، حدیث: 2424 ماخوذاً (3) مستدرک، 5/435، حدیث: 7916 (4) شعب الایمان، 3/386، حدیث: 3840 (5) بخاری، 1/52، حدیث: 95 ماخوذاً (6) مسلم، ص1072، حدیث: 6601 (7) بخاری، 2/433، حدیث: 3382 (8) مسند بزار، 15/364، حدیث: 8949

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 37ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 332 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
صفاتِ موسیٰ	85	حقوقِ اہلِ بیت	87	بدکاری کی مذمت	160

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: احمد پور شرقیہ: بنت حسین۔ اوکاڑہ: بنت بشیر۔ بہاولپور: یزمان: بنت ارشد، بنت عبد الحمید، بنت محمد اکرم، بنت منظور حسین، بنت قاسم۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ: بنت اقبال۔ حیدر آباد: عبد الرزاق: بنت جاوید۔ راولپنڈی: صدر: بنت شفیق، بنت مدثر۔ واہ کینٹ: بنت سلطان، بنت شوکت، بنت نوید۔ سیالکوٹ: بن باجوہ: بنت یوسف مغل۔ سمبڑیال: بنت محمد منشا۔ شفیع کا بھٹہ: بنت ارشد (رابعہ)، بنت اصغر مغل، بنت افضال (ثالثہ)، بنت امیر احمد، بنت خلیل، بنت رفاقت حسین، بنت ریاض، بنت ساجد، بنت نذیر، بنت نواز (رابعہ)، بنت نوید احمد، بنت افضال، بنت رزاق بٹ، بنت رشید احمد اعوان، بنت شہباز احمد، بنت طارق (رابعہ)، بنت طارق محمود، بنت ظہیر احمد، بنت محمد تنویر، بنت نعیم، بنت نواز، بنت یعقوب (رابعہ)، اخت حسیب، بنت محمد شہباز، بنت ابدال، بنت اشفاق، بنت اظہر، بنت اعجاز احمد، بنت اعظم، بنت افتخار، بنت افضل، بنت اللہ رحم، بنت امانت علی، بنت امجد، بنت انتظار، بنت بشیر احمد، بنت بشیر باجوہ، بنت بشیر، بنت جہانگیر، بنت خالد پرویز، بنت خلیل احمد، بنت خوشی محمد، بنت ذو الفقار، بنت رضاء الحق، بنت رمضان، بنت سرمد، بنت شاکر نوید، بنت شبیر حسین، بنت شمس، بنت شوکت علی، بنت صدیق، بنت عابد حسین، بنت عبد القادر، بنت عرفان، بنت محمد احسن، بنت محمد ارشد، بنت محمد اسلام، بنت محمد افضل، بنت محمد اقبال، بنت محمد انور، بنت محمد بابر، بنت محمد جان، بنت محمد زمان، بنت محمد سلیم، بنت محمد شفیق، بنت محمد طاہر، بنت محمد ناصر، بنت محمد نذیر، بنت محمود رضا انصاری، بنت واحد لطیف اعوان، بنت وارث، بنت کاشف، بنت یعقوب، بنت یوسف، ہمشیرہ دانیال قادری۔ گلبہار: اخت ابو بکر (ثانیہ)، اخت حیدر علی (اولی)، اخت زین، ام میلاد (رابعہ)، بنت اختر، بنت ارشد، بنت اصغر علی، بنت اللہ دتہ، بنت امجد (ثانیہ)، بنت باقر علی (ثانیہ)، بنت ذو الفقار علی (دورہ حدیث)، بنت ذو الفقار، بنت رضوان، بنت رمضان، بنت شاہد (ثانیہ)، بنت شمس (اولی)، بنت شمس (ثانیہ)، بنت طارق (ثانیہ)، بنت طارق، بنت فاروق، بنت عابد حسین، بنت عنصر، بنت غلام حیدر (ثانیہ)، بنت گلزار، بنت لطیف، بنت لیاقت علی، بنت محمد محسن، بنت محمد منیر (ثانیہ)، بنت ناصر، بنت ندیم، کنیز عطار، بنت محمد جمیل، اخت بلال، اخت حمزہ، اخت شعبان، ام میلاد بنت محمد رشید، ام ہانی، ام ہلال، بنت اکرم، بنت باقر علی، بنت ذو الفقار (رابعہ)، بنت رضوان (ثانیہ)، بنت سجاد حسین، بنت سعید احمد، بنت شمس دین، بنت طارق محمود، بنت ظہور الٰہی، بنت غلام غوث، بنت غلام مصطفٰے، بنت محمد شہباز، بنت ملک عمر، بنت منیر حسین (دورہ حدیث)، بنت منیر حسین، ہمشیرہ سبحان، اخت احمد، اخت احمد رضا، بنت آصف، بنت احسان الٰہی، بنت ارشد علی، بنت

امجد، بنت امیر حیدر، بنت بشیر بنت ریاض، بنت شاہد، بنت شبیر، بنت شہزاد علی، بنت عبد الجبار، بنت محمد اشرف، بنت محمد الیاس، بنت محمد سلیم، بنت محمد شہباز (ثالثہ)، بنت محمد وسیم، بنت نعیم، ہمشیرہ اسماعیل، ہمشیرہ سبحان۔ ماجرہ: ام برہان مدنیہ۔ معراجکے: بنت محمد شفیق، بنت سلیم، بنت عارف، بنت غلام قمر، بنت لطیف۔ نند پور: بنت اکرم، بنت عبد الستار، بنت امجد۔ نواں پنڈ: بنت ظفر اسلام۔ فیصل آباد: البرہان ایجوکیشنل سسٹم: بنت ندیم۔ بہار مدینہ: بنت رمضان۔ جڑانوالہ: بنت عمران۔ سمندری: بنت امیر حمزہ، بنت خادم۔ علی ہاؤسنگ: بنت سید قاسم شاہ۔ کراچی: اصحاب صفہ: بنت نذر۔ باغ عطار: ام حسن رضا۔ دھوراجی: ام ہاشم۔ شمع مدینہ: بنت جاوید، بنت رفیع، بنت اشفاق، بنت محمد کبیر، بنت نثار، بنت محمد سلیم۔ عالم شاہ بخاری: بنت شہزاد، بنت عدنان۔ فیض مدینہ: بنت محمد شاہد۔ فیضان آل یاسر: بنت صغیر۔ گلشن مزدور: ام حسان مدنیہ۔ ملیر: ام سلمہ، بنت عبد الستار قریشی۔ نارتھ کراچی: بنت طفیل الرحمان۔ کوٹ ادو: سنانواں: بنت ربنواز، بنت مشتاق۔ گجرات: سوک کلاں: بنت یعقوب۔ فیروز آباد: بنت خلیل۔ کنگ سہالی: ام حبیبہ، بنت اشرف، بنت اعجاز احمد، بنت افضل، بنت ظہیر عباس، بنت غلام علی، بنت محمد انور، بنت انشاء اللہ، بنت محمد ارشد، بنت محمد اشرف، بنت محمد امجد، بنت محمد انصر، بنت محمد رفیق، بنت صدیق، بنت صفدر، بنت ظفر اقبال، بنت فیاض احمد، بنت پرویز اقبال۔ گجرانوالہ: نوشہرہ روڈ: بنت محمد خلیل، بنت اعظم۔ لاڑکانہ: رتوڈیرو: ام حفصہ۔ لالہ موسیٰ: مدینہ کلاں: ام مؤدب، بنت ارشد، بنت اصغر (ثالثہ)، بنت ذوالفقار، بنت ریاض، بنت شفیق احمد آزاد، بنت عابد (رابعہ)، بنت محمد شفیق (ثالثہ)، بنت محمد نواز، ام احمد، ام معاذ، بنت احسن، بنت اصغر، بنت افتخار، بنت حنیف، بنت زبیر، بنت سجاد علی، بنت ظفر اللہ خان، بنت ظفر، بنت عابد، بنت عبد الرحمان، بنت عبد المالک، بنت غلام سرور، بنت محمد اسلم، بنت محمد اقبال، بنت محمد حنیف، بنت محمد شفیق، بنت مصطفے حیدر، بنت احسان، بنت احسن، بنت اختر، بنت ارشد (رابعہ)، بنت حنیف، بنت خالد، بنت ساجد، بنت شبیر، بنت شفیق، بنت عبد الخالق، بنت عبد الرحمان، بنت عبد المجید، بنت عبد الوحید، بنت لیاقت علی، بنت محمد جعفر، بنت افضال۔ لاہور: اسلام پورہ: بنت رشید۔ بھٹہ گاؤں: بنت علی محمد۔ تاج پورہ: بنت ابرار، بنت شفیق، بنت مبشر۔ کوٹ لکھپت: ام حامد رضا۔ ناظم آباد: بنت فاروق، بنت مبشر۔ نشاط کالونی: بنت طاہر، بنت نوید بنت رحم علی، بنت شہزاد، بنت عبد الستار۔ میانوالی: ام حرم۔ میرپور: بنت دل پذیر۔ میرپور خاص: العطار ٹاؤن: بنت منظور۔

صفاتِ موسیٰ

بنتِ اللہ دتہ (فیضانِ امِ عطار گلبہار، سیالکوٹ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے انتہائی برگزیدہ پیغمبر اور اُولُو الْعَزْم رسولوں میں سے ہیں۔ آپ کا لقب صَفِیُّ اللہ اور کَلِیْمُ اللہ ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حیا والے اور اپنا بدن چھپانے کا خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے۔ [1]

اوصافِ حضرت موسیٰ علیہ السلام

(1) آپ ربِّ کریم کی بارگاہ میں بڑی وجاہت و مرتبے والے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا (پ22، الاحزاب: 69) ترجمہ کنز العرفان: اور موسیٰ اللہ کے ہاں بڑی وجاہت والا ہے۔

(2) آپ اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان والے بندے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (پ23، الصّٰفّٰت: 122) ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان والے بندوں میں سے ہیں۔

(3) آپ علیہ السلام کو لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتوں، ہدایت اور رحمت پر مشتمل کتاب تورات عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىٕرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (پ20، القصص: 43) ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اس کے بعد کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک فرما دیا تھا (موسیٰ کو وہ کتاب دی) جس میں لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

(4) آپ اللہ پاک کے برگزیدہ بندے، نبی اور رسول تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (پ16، مریم: 51) ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ چُنا ہوا بندہ تھا اور وہ نبی رسول تھا۔

(5) اللہ پاک نے آپ سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا (پ6، النسآء: 164) ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بُلانے کیلئے آنے والی دُخترِ شعیب کی شرم و حیا کا بطورِ خاص ذکر فرمایا۔ کیونکہ شرم و حیا اور پردے کا خیال رکھنا پچھلے زمانوں میں بھی شریف لوگوں کی خاص علامت تھی۔ قرآنِ مجید کے اس درسِ حیا میں ان عورتوں کے لئے نصیحت ہے جو بے پردہ سڑکوں، بازاروں اور دکانوں پر پھرتی اور سج دھج کر مردوں کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ یاد رکھیے! قرآن و حدیث کی تعلیم شرم و حیا ہے۔

حقوقِ اہلِ بیت

بنتِ سعید احمد (درجہ دورۂ حدیث، فیضانِ امِ عطار گلبہار، سیالکوٹ)

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

ارشادِ باری ہے: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا ۚ﴿۳۳﴾ (پ22، الاحزاب:33) ترجمہ کنز الایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

اس مبارک آیت کی تفسیر میں ہے: اہلِ بیت میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات (یعنی پاک بیویاں) اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا اور علیِ مرتضیٰ اور حسنینِ کریمین (یعنی امام حسن و امام حسین) رضی اللہ عنہم سب داخل ہیں، آیات و احادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔[2] نیز یہ آیتِ کریمہ اہلِ بیتِ کرام کے فضائل کا مَنۡبَع (یعنی سرچشمہ) ہے، اس سے ان کے اعزازِ مآثر (یعنی بلند مقام) اور عُلُوِّ شان (یعنی اونچی شان) کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاقِ دَنِیہ (یعنی گھٹیا اخلاق) و احوالِ مذمومہ (یعنی ناپسندیدہ حالتوں) سے ان کی تطہیر فرمائی گئی۔ بعض احادیث میں ہے کہ اہلِ بیت، نار (جہنم) پر حرام ہیں اور یہی اس تطہیر کا فائدہ اور ثمرہ ہے اور جو چیز ان کے احوالِ شریفہ (شرافت والی حالتوں) کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پروردگار انہیں محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔[3]

اللہ کریم کے ان مقدس بندوں اور آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیاروں کے چند حقوق یہ ہیں:

(1) اچھا سلوک: اہلِ بیت سے اچھا سلوک کیا جائے کہ فرمانِ مصطفےٰ ہے: جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی سے اچھا سلوک کرے گا میں بروزِ قیامت اس کا بدلہ اُسے عطا فرماؤں گا۔[4]

(2) اولاد کو ان کی محبت سکھانا: اہلِ بیت کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کو ان کی محبت سکھائی جائے۔ کیونکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، ان کے اہلِ بیت کی محبت اور قراءتِ قرآن۔[5]

(3) اہلِ بیت کا حق پہچاننا: ہمارے اہلِ بیت کی محبت کو لازم پکڑلو کیونکہ جو اللہ پاک سے اس حال میں ملا کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے تو اللہ پاک اسے میری شفاعت کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا اور اُس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی بندے کو اُس کا عمل اسی صورت میں فائدہ دے گا جب کہ وہ ہمارا (یعنی میرا اور میرے اہلِ بیت کا) حق پہچانے۔[6]

(4) اہلِ بیت سے محبت کرنا: اہلِ بیت کے حقوق میں سے ہے کہ ان سے محبت کی جائے کہ حضور کا فرمان ہے: اس وقت تک کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو جائے۔[7]

(5) اہلِ بیت سے دشمنی نہ رکھنا: اہلِ بیت کا یہ بھی حق ہے کہ ان سے دشمنی نہ رکھی جائے کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: جو شخص اہلِ بیت سے دشمنی رکھتے ہوئے مراوہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: یہ آج اللہ پاک کی رحمت سے مایوس ہے۔[8]

ایک روایت میں ہے کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہلِ بیت میری اُمّت کے لئے امان و سلامتی ہیں۔[9] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ دنیا و آخرت میں سُرخرو ہونے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہلِ بیت کے تمام حقوق احسن انداز سے ادا کریں۔ اللہ کریم ہمیں اہلِ بیتِ کرام کی سچی محبت عطا فرمائے، ان کے صدقے ہماری دنیا و آخرت بہتر فرمائے اور بروزِ قیامت ہمیں ان کی غلامی میں اٹھائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 2/442، حدیث:3404 (2) خزائن العرفان، ص780 (3) سوانحِ کربلا، ص82 (4) تاریخِ ابنِ عساکر، 45/303 (5) جامع صغیر، ص25، حدیث:311 (6) معجمِ اوسط، 1/606، حدیث:2230 (7) شعب الایمان، 2/189، حدیث:1505 (8) تفسیرِ قرطبی، 8/17 (9) نوادرُ الاصول، 5/127، حدیث:1132

کھانے کی نفسیاتی بیماری (Anorexia)

ڈاکٹر زیرک عطّاری*
*ماہر نفسیات، U.K

کھانا اللہ پاک کی بہت ہی پیاری نعمت ہے۔ اس میں ہمارے لئے طرح طرح کی لذت بھی رکھی گئی ہے۔ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ شریعت و سنت کے مطابق حلال کھانا ثواب کا ذریعہ بھی ہے۔

انسان بعض اوقات اپنے افعال میں میانہ روی سے ہٹ کر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ ہمارا کھانے کے ساتھ بھی ہے۔ ایک طرف تو فوڈ کلچر کا دور دورہ ہے جس میں نت نئی ڈشیں منفرد اور اچھوتے انداز سے Restaurants اپنے کسٹمرز کو پیش کرتے ہیں اور کھانے والوں کی ایک نہ ختم ہونے والی لائن ہوتی ہے۔ دوسری طرف تفریط کا ایک ایسا پہلو ہے جس سے ہم میں سے شاید ہی کوئی واقف ہو۔

جی ہاں! دنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو کہ کھانے کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہیں۔ ان میں سے ایک بیماری Anorexia Nervosa ہے۔ یہ بیماری کیا ہے، کیوں لوگ اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں اور اس کا علاج کیا ہے؟ آیئے! اس مضمون میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

اینوریکسیا (Anorexia) ایک مخصوص قسم کی نفسیاتی بیماری ہے جس کا شکار زیادہ تر نوجوان لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اس بیماری کی وجہ سے مریض کا کھانا اس حد تک کم ہوتا ہے کہ روزانہ کی بنیادوں پر جسم کو جتنی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے وہ کھانے سے پوری نہیں ہوتی۔ یہ ایک خطرناک بیماری ہے اور کوئی بھی مریض جان بوجھ کر اپنا کھانا اس حد تک کم نہیں کرتا۔

یہاں ایک فرق بیان کرنا ضروری ہے اور وہ ہے اختیاری طور پر دُبلا (Slim) ہونے کے لئے کم کھانا یا ورزش کرنا۔ یہ نفسیاتی بیماری نہیں ہے کیونکہ اس میں آپ ایک پلان کے مطابق اپنا وزن موٹاپے سے صحت مند لیول تک لاتے ہیں نیز بھوک سے کم کھانے کو جدید میڈیکل، قدیم علمِ طب اور ہمارا پیارا دینِ اسلام بھی سراہتا ہے بلکہ پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور بزرگانِ دین کے عمل سے بھی یہ واضح ہے، اسی انداز کو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی میں پیٹ کا "قفلِ مدینہ" کہا جاتا ہے۔

جبکہ اینوریکسیا میں مقصد بھوک سے کم کھانا نہیں ہوتا بلکہ مریض پہلے ہی بہت دبلا بلکہ ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آتا ہے، اس کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ کہیں موٹا تو نہیں ہو رہا، اسی نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے وہ کھانا چھوڑ دیتا ہے یا بہت کم کر دیتا ہے یہ ایک بیماری ہے۔

اینوریکسیا کی علامات

1. مریض یہ سمجھتا ہے کہ اس کا وزن بہت زیادہ ہے یا اس کی باڈی شیپ میں کوئی کمی ہے۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔
2. مریض کا وزن اس کی عمر یا قد کے حساب سے بہت کم ہوتا ہے۔
3. تین وقت کی بجائے ایک ہی وقت کا کھانا۔
4. چکنائی والی چیزوں سے ہر وقت اجتناب کرنا۔
5. بھوک مٹانے کے لئے ادویات کا استعمال کرنا۔
6. کھانے کے بعد منہ میں انگلی ڈال کر الٹی کر دینا۔
7. بہت زیادہ ورزش کرنا تاکہ کھانے سے حاصل ہونے والی

توانائی خرچ ہو جائے۔

8 کمزوری کا احساس اور چکر آنا۔

9 وٹامن اور منرل کی خون میں کمی کی وجہ سے جلد کا خشک ہونا اور بالوں کا گرنا۔

جو لوگ کئی سالوں تک اینوریکسیا کے مریض ہوتے ہیں ان میں درج ذیل علامات بھی پائی جاتی ہیں:

* پٹھوں کی کمزوری * ہڈیوں کا بُھر بُھرا ہو جانا * دل کی دھڑکن کا بے ربط ہو جانا * بلڈ پریشر کا گر جانا * گردوں کی بیماری * مِرگی کی طرح جھٹکے لگنا * قوتِ حافظہ کا کمزور پڑ جانا * قوتِ مدافعت میں کمی کی وجہ سے بار بار بیمار پڑ جانا * خون کی کمی۔

اینوریکسیا کی وجوہات

جس طرح دیگر نفسیاتی بیماریوں کی وجوہات ہوتی ہیں اسی طرح اینوریکسیا کی بھی کچھ وجوہات ہیں:

1 آپ کے خاندان میں کسی کو کھانے کی یا دیگر کوئی نفسیاتی بیماری ہے۔

2 آپ کو زیادہ کھانے یا وزن زیادہ ہونے کے طعنے ملنا۔

3 خود اعتمادی اور خودداری کا فقدان۔

4 آپ گھبراہٹ یا ڈپریشن کے مریض ہیں۔

5 آپ کی شخصیت ہر وقت پرفیکشن کو ڈھونڈتی ہو۔

6 ذہنی، جسمانی یا جنسی تشدد۔

مندرجہ بالا وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ اینوریکسیا کا سبب بن سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر جس طرح کی جسمانی ہیئت کو رول ماڈل بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور اسی طرح بعض پروفیشن ایسے ہوتے ہیں جن میں کام کرنے والی عورتوں کو دبلا پتلا رہنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ تو ممکن ہے کہ وہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جن میں خود اعتمادی کا فقدان ہے وہ اس ٹرینڈ کو فالو کرنے کی کوشش میں اینوریکسیا تک پہنچ جائیں۔

اینوریکسیا کا علاج

اگر آپ میں یا آپ کے کسی جاننے والے میں اینوریکسیا کی علامات پائی جاتی ہیں تو فوراً کسی اچھے ماہر نفسیات سے رابطہ کریں۔ سب سے پہلے تو آپ کے مکمل بلڈ ٹیسٹ ہوں گے تاکہ پتا چل سکے کہ کوئی جسمانی بیماری تو وجہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ماہر نفسیات ضروری سوال کر کے مرض کی تشخیص کرے گا کہ آیا اینوریکسیا کی بیماری ہے یا نہیں۔ اور اگر اینوریکسیا کی تشخیص ہو جاتی ہے تو اس کا علاج بھی موجود ہے۔

بنیادی طور پر تو آپ کا علاج تھیراپی کے ذریعے ہی ہو گا۔ آپ میں خود اعتمادی کو پروان چڑھایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ باڈی امیج یا وزن کے حوالے سے آپ کے جو منفی خیالات ہیں ان کی جانچ کی جائے گی اور ان منفی خیالات کو بدل کر ان کی جگہ مثبت خیالات پر فوکس کرنے کا کہا جائے گا۔ اسی طرح کھانے میں اعتدال پر آپ کی مدد کی جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر گھبراہٹ یا ڈیپریشن کا مرض ہے تو اس کا بھی علاج کیا جائے گا۔

جس قدر اینوریکسیا کا جلد علاج ہو گا اتنا ہی جسم کے دیگر اعضاء کا نقصان کم ہو گا۔ جلدی علاج ملنے کی صورت میں کم وقت کے اندر آپ کی Recovery ہو جائے گی۔

اینوریکسیا کے علاوہ بھی کھانے کی چند مزید نفسیاتی بیماریاں ہیں۔ جن میں سے ایک Bulimia nervosa (بُولیمیا) بھی ہے۔ اس میں مریض عموماً ایک ہی بار اس قدر زیادہ کھانا کھاتا ہے کہ وہ مزید کھانا پیٹ میں نہیں ڈال سکتا۔ اس بیماری میں مبتلا ہونے والے بعض مریض تو کھانے کے بعد الٹی کے ذریعے کھانے کو باہر نکال دیتے ہیں اور زیادہ تر مریض پیچش آور (laxatives) ادویات کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ کھانے سے توانائی صحیح طور پر جسم میں جذب نہیں ہوتی۔ یہ بیماری بھی اینوریکسیا کی طرح نقصان دہ ہے۔ اس کے لئے بھی مریض کو چاہئے کہ فوری طور پر ماہر نفسیات سے رجوع کرے۔

آخر میں عرض کرتا چلوں کہ کھانے کی نفسیاتی بیماریاں عموماً ماڈرن طبقے یا مغربی کلچر میں زیادہ عام ہیں۔ اس کی ایک وجہ ظاہری خوبصورتی پر حد درجہ فوکس ہے جس کی وجہ سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خود کو جاذبِ نظر دکھانا چاہتے ہیں۔ دینِ اسلام نے جو ہمیں اعتدال، شرم و حیا اور اعلیٰ اخلاق پر فوکس کا درس دیا ہے شاید یہ کھانے کی نفسیاتی بیماریوں کے تدارک کے لئے بہترین احتیاطی تدابیر ہیں۔

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

سال 2022ء میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اسلامی بہنوں کے کورسز کی رپورٹ

25 ہزار 407 کورسز میں چار لاکھ سے زائد اسلامی بہنوں نے شرکت کی

دعوتِ اسلامی نے اسلامی بہنوں میں دین کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے 38 شعبہ جات بنائے ہیں۔ ان میں ایک شعبہ مدنی کورسز بھی ہے۔ تفصیلات کے مطابق سال 2022 میں اسلامی بہنوں کے شارٹ کورسز، دَارُ السُّنَّہ فیضانِ صحابیات، قرآن ٹیچر ٹریننگ کورس، مدرسۃُ المدینہ اور جامعۃُ المدینہ گرلز میں 25 ہزار 407 کورسز کروائے گئے۔ ان کورسز میں ملک و بیرونِ ملک کی چار لاکھ 18 ہزار سے زائد اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ واضح رہے کہ شعبہ مدنی کورسز کے تحت اسلامی بہنوں کی اصلاح و تربیت کے لیے پورا سال رہائشی اور جُز وقتی کورسز جاری رہتے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی اپنے گھر کی خوش حالی اور خیر و برکت کے لئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کا حصہ بن کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کریں۔

دَارُ السُّنَّہ صدیق آباد میں 8 دینی کام کورس کا انعقاد

صاحبزادیِ عطار اور عالمی مجلسِ مشاورت ذمہ دار اسلامی بہن نے تربیت فرمائی

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 8 فروری 2023ء بروز بدھ صدیق آباد کے دَارُ السُّنَّہ میں 8 دینی کام کورس منعقد ہوا جس میں صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن کی خصوصی آمد ہوئی۔ اس دوران صاحبزادیِ عطار نے ”نیک اعمال“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور وہاں موجود اسلامی بہنوں کی دینی و اخلاقی اعتبار سے تربیت کی۔ صاحبزادیِ عطار نے کورس کرنے والی اسلامی بہنوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے اور دینی کاموں میں عملی طور پر حصہ لینے کا ذہن دیا۔

مدرسۃ المدینہ خضر حیات ٹھٹھہ میں ناظرہ قراٰن کورس کا انعقاد

رکنِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے شرکا کی تربیت کی

ماہِ فروری میں دعوتِ اسلامی کے تحت ٹھٹھہ میں قائم مدرسۃ المدینہ خضر حیات میں ”ناظرہ قراٰن کورس“ منعقد کیا گیا جس میں شعبہ مدرسۃُ المدینہ بالغات اور گلی گلی مدرسۃُ المدینہ کی ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ کورس کے دوران رکنِ عالمی مجلسِ مشاورت سمیت دیگر اہم ذمہ داران کی آمد بھی ہوئی جنہوں نے کورس میں شریک اسلامی بہنوں کو مختلف اہداف دیئے اور دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا ذہن دیا۔

جامعۃ المدینہ گرلز ریچ روڈ راولپنڈی میں دورۂ حدیث شریف کی طالبات کے درمیان اجتماع

نگرانِ پاکستان مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے طالبات میں بیان فرمایا

راولپنڈی میں قائم دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ گرلز ریچ روڈ میں دورۂ حدیث شریف کی طالبات کا سنتوں بھرا اجتماع ہوا جس میں نگرانِ پاکستان مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے طالبات کے درمیان سنتوں بھرا بیان کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلامی کے تحت مختلف دینی کاموں میں شرکت کرنے کی ترغیب دلائی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتیں کیں۔

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے جنوری 2023 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		290328	948501	1238829
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		29888	84732	114620
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	4104	7506	11610
	پڑھنے والیاں	28497	70420	98917
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	4105	9893	13998
	شرکائے اجتماع	125055	333738	458793
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		29510	109256	138766
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		11468	26685	38153
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		131972	835125	967097
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		35976	73361	109337

1 صفاتِ زکریا قرآنِ کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2 امام مسجد کے 10 حقوق
3 بدگمانی کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے جون 2023)

1 قرآن بُرائیوں سے روکتا ہے ترجمہ و تفسیر کی روشنی میں باحوالہ لکھئے
2 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حلم و بردباری
3 جانوروں پر ظلم کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 مارچ 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

دَارُالسُّنَّہ (برائے اسلامی بہنیں)

شعبہ **دَارُالسُّنَّہ** (برائے اسلامی بہنیں) مختلف رہائشی کورسز کے ذریعے اسلامی بہنوں کو زیورِ علمِ دین سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ دینی ماحول سے وابستہ کرتے ہوئے "اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش" کرنے میں سرگرمِ عمل ہے۔

اس شعبے کا آغاز جون 2008 میں ہوا۔ اِس وقت پاکستان کے ان شہروں "کراچی (صدیق آباد، پنجاب کالونی)، حیدر آباد، ملتان، فیصل آباد، جڑانوالہ، اوکاڑہ، سرگودھا، لاہور، قصور، گجرات، حافظ آباد، راولپنڈی، میرپور کشمیر، مظفر آباد اور گلگت" میں **دَارُالسُّنَّہ** (برائے اسلامی بہنیں) قائم ہیں، جبکہ بیرونِ ملک میں ہند کے شہر ممبئی، مراد آباد اور بنگلہ دیش میں کومیلا میں **دَارُالسُّنَّہ** (برائے اسلامی بہنیں) قائم ہیں۔

الحمد للہ! **دَارُالسُّنَّہ** (برائے اسلامی بہنیں) کے تحت پچھلے 12 ماہ میں کم و بیش 9000 اسلامی بہنیں کورسز کرنے کی سعادت پاچکی ہیں۔ کم و بیش 2100 معلمات، 700 مبلغات اور 229 مدرسات بنیں۔

الحمد للہ! **دَارُالسُّنَّہ** (برائے اسلامی بہنیں) میں 12 ماہ میں 7 سے 12 دن کے مختلف قسم کے رہائشی کورسز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور ہر ماہ کم و بیش 2 کورسز ہوتے ہیں۔ ان کورسز میں مختلف شعبہ جات (مدرسۃ المدینہ بالغات، نیک اعمال، نگران، شارٹ کورسز، اسپیشل پرسنز اور جامعۃ المدینہ گرلز) اور دیگر عام اسلامی بہنوں کے لئے مختلف رہائشی کورسز بنام "فیضانِ نماز کورس، اصلاحِ اعمال کورس، سائن لینگویج کورس، اسلامی زندگی کورس، دینی کام کورس، فیضانِ قرآن کورس، معلمہ مدنی قاعدہ کورس، فیضانِ رمضان اور فرض علوم کورس شامل ہیں۔

الحمد للہ! ان رہائشی کورسز کی برکت سے اسلامی بہنوں کو فرض علوم سیکھنے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کے رسالے پر عمل کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔ نیز شیڈول میں شامل امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکروں سے اسلامی بہنوں کی اخلاقی، تنظیمی اور روحانی تربیت ہوتی ہے۔ ان کورسز کی برکت سے کئی اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا اور کئی پابندِ سنت بن کر دینی کاموں کی دھومیں مچانے میں مصروفِ عمل ہیں۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931